قرآنِ مُبین

۲۸ (28)

آسان ترین، واضح اردو ترجمہ

از

ڈاکٹر محمد حسن
بی۔اے آنرز، ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی

www.drhasanrizvi.org

باسمہ تعالیٰ

"قرآنِ مبین"

(مترجم وشارح)

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

بی۔اے آنرز۔ ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی
شهادة العلامة معادلة دكتورا من علماء الازهر
مترجم اصولِ کافی در انگریزی مطبوعہ ایران و پاکستان
ڈپٹی ڈائرکٹر: اسلامک ریسرچ سنٹر، شاہراہ پاکستان - پروفیسر: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی۔
ڈائرکٹر تصنیف وتالیف: ——— 'میزان فاؤنڈیشن' ——— 'امام حسینؑ فاؤنڈیشن'

(خصوصیاتِ ترجمہ وشرح)

① —— آسان ترین واضح اُردو ترجمہ۔ روزمرّہ کی بول چال کی زبان میں۔

② —— بڑے بڑے جلی حروف میں نہایت خوبصورت واضح کتابت۔

③ —— ترجمہ اور شرح دونوں محمدؐ وآلِ محمدؐ کے ارشادات کے عین مطابق۔

④ —— احادیث رسولؐ وائمہؑ معصومین کے مکمل حوالوں کے ساتھ۔

⑤ —— ترجمہ میں معنیٰ اور مفہوم کے تسلسل اور ربط کو برقرار رکھا گیا ہے۔

⑥ —— ترجمہ میں مطلب بندی (پیراگرافنگ) کی گئی ہے تاکہ مفاہیم ومطالب کے سمجھنے میں کسی قسم کی الجھن پیدا نہ ہو۔

⑦ —— شرح میں آیات کی مرکزی تعلیمات اور منطقی نتائج سے خاص طور پر بحث کی گئی ہے تاکہ قرآن پر غور وفکر کرنے کی صلاحیتیں بیدار ہوسکیں۔

⑧ —— شرح میں کسی مسلک کے مسلمان یا غیر مسلمان کی دل آزاری نہیں کی گئی ہے صرف حقائق کو دلائل، حوالوں اور احادیث کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ ترجمہ اور شرح تبلیغ کے لئے بے حد مفید ہوگا۔ (انشاءاللہ)

⑨ —— صرف ضروری تشریحات کی گئی ہیں۔ غیر ضروری الجھاؤ اور پھیلاؤ سے گریز کیا گیا ہے تاکہ عام آدمی کی توجہ قرآن کی مرکزی تعلیمات پر مرکوز رہے اور تفسیر، مناظرہ نہ بن جائے۔

⑩ —— تمام اہم جدید وقدیم، تمام مذاہب کے مفسرین سے مفید مطلب استفادہ کیا گیا ہے تاکہ مختلف فقہاء، عرفاء اور مفسرین کی کاوشوں کا بھی علم ہوسکے۔

www.drhasanrizvi.org

اشاریہ پارہ نمبر ۲۸ ''قد سمع اللہ''

سورۂ مجادلہ (شدّت کے ساتھ بحث و تکرار کرنے کے بیان والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	ایک عورت کی فریاد پر سورۂ مجادلہ کا نزول۔ ماں کا احترام اور ظہار کا کفّارہ ــــــــ	۲۰۱۱-۲۰۱۴
۲	اللہ کی مخالفت کرنے والوں کا بُرا انجام۔ اللہ کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا۔ منافقوں کی بدمعاشیاں ــ	۲۰۱۴-۲۰۱۸
۳	چھُپ کر کون سی باتیں کی جائیں۔ لوگوں کو بیٹھنے کے لیے جگہ دینے کا حکم۔ آیتِ نجویٰ اور حضرت علیؑ کی فضیلت	۲۰۱۸-۲۰۲۱
۴	منافقوں کی حرکتیں۔ مومنین کی پہچان ــــــــ	۲۰۲۱-۲۰۲۶

سورۂ حشر (اکٹھا کرنے کے بیان والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	خدا کی معرفت اور خدا کا اہلِ کتاب کو سزا دینا۔ مالِ فئے کا بیان ــــــــ	۲۰۲۶-۲۰۳۰
۲	انصار کی تعریف۔ منافقوں کی ذہنیت، طرزِ عمل اور انجام ــــــــ	۲۰۳۱-۲۰۳۷
۳	قرآن کی عظمت۔ خدا کی معرفت ــــــــ	۲۰۳۸-۲۰۴۰

سورۂ ممتحنہ (عورتوں کے امتحان لئے جانے کے ذکر والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	خدا کے دشمنوں کو دوست بنانے کی ممانعت ــــــــ	۲۰۴۱
۲	حضرت ابراہیمؑ کا مثالی کردار۔ اور اُن کی دعا۔ اور صلح پسند پُرامن کافروں سے نیکی کا حکم۔	۲۰۴۴-۲۰۴۸
۳	اُن مسلمان اور کافر عورتوں کا حکم جو ہجرت کر کے مسلمانوں کے پاس آجائیں یا چلی جائیں ــــ	۲۰۴۸-۲۰۵۱
۴	عورتوں سے کن باتوں پر بیعت لی جائے۔ اسلامی تعلیمات اور اسلامی عدل ــــ	۲۰۵۱-۲۰۵۲

سورۂ الصف (صف باندھ کر جہاد کرنے کے ذکر کرنے والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	اللہ کی معرفت۔ جو کہو وہ کر کے دکھاؤ۔ مجاہدین کی تعریف ــــــــ	۲۰۵۳
۲	حضرت عیسیٰؑ کا ہمارے رسولؐ کے آنے کی بشارت دینا اور عیسائیوں کا انکار ــــ	۲۰۵۵
۳	ایسی تجارت جو خدا کی سزا سے بچالے اور جنّت دلوا دے ــــ	۲۰۵۷

سورۂ جمعہ (جمعہ اور نمازِ جمعہ کے ذکر والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	خدا اور اُس کے رسولؐ کی معرفت۔ رسولؐ کے کام اور ذمّہ داریاں ــــ	۲۰۶۰-۲۰۶۲

www.drhasanrizvi.org

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۲	یہودی علماء کی مثال اور خدا کا انسان سے برتاؤ کا اصول۔ صداقت کا معیار	۲۰۶۲-۲۰۶۴
۳	نمازِ جمعہ کا حکم اور رسولؐ کے زمانے کے لوگوں کے کردار کی کمزوریاں۔ حرص کا انجام	۲۰۶۴-۲۰۶۵

سورۂ منافقون (منافقوں کا حال بیان کرنے والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	منافقوں کی حرکتیں اور پہچان اور ان کا تکبّر	۲۰۶۶-۲۰۶۹
۲	منافقوں کی چالیں اور اُن کی ذہنیّت۔ عزّت کا معیار	۲۰۶۹-۲۰۷۰
۳	مال اور اولاد کے خطرات اور اس کا علاج۔ وقت کی قدر و قیمت	۲۰۷۰-۲۰۷۱

سورۂ تغابن (ایک دوسرے کے مقابلے پر نقصان اٹھانے کے بیان والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	خدا کی معرفت۔ کائنات کی تخلیق کا مقصد اور خوبصورت ہونا اور ان حقائق سے انکار کا انجام	۲۰۷۱-۲۰۷۵
۲	اللہ اور اُس کے رسولؐ اور اُس کی روشنی کو دل سے مان لینے کا بہترین انجام	۲۰۷۵-۲۰۷۶
۳	بیوی بچّوں کے خطرات اور اللہ کو قرضِ حسنہ دینے کا حکم اور اس کا انجام	۲۰۷۷-۲۰۷۹

سورۂ طلاق (طلاق کے بیان والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	طلاق کے احکامات اور اس معاملے میں خدا سے ڈرنے کا حکم۔ مطلقہ کے حقوق	۲۰۸۰-۲۰۸۲
۲	خدا سے ڈرنے اور بھروسہ کرنے کی وجہ سے مشکلات کا آسان ہونا اور روزی ملنا اور طلاق کے احکامات	۲۰۸۲-۲۰۸۶
۳	خدا سے سرکشی کا انجام۔ رسولؐ کے بھیجنے کا مقصد اور خدا کی معرفت	۲۰۸۶-۲۰۸۹

سورۂ تحریم (کسی چیز کو خود اپنے اوپر حرام قرار دینے کے بیان والا سورہ)

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱	کسی کی خوشی کی خاطر کسی چیز کو خود اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ رسولؐ کی کچھ بیویوں کا راز کی بات بتا دینا اور ان کی مذمّت	۲۰۸۹-۲۰۹۲
۲	اچھی عورتوں کی خصوصیات اور اپنے گھر والوں کو جہنّم سے بچانے کی ہدایت	۲۰۹۲-۲۰۹۳
۳	سچّی توبہ کرنے کا حکم اور اس کا بہترین انجام	۲۰۹۴
۴	کافروں کے لئے نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کی، اور ایمانداروں کے لئے فرعون کی بیوی اور مریمؑ کا مثالی کردار	۲۰۹۵-۲۰۹۸

www.drhasanrizvi.org

ایاتھا ۲۲ (۵۸) سُوْرَةُ الْمُجَادَلَةِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ○ ۱

آیات ۲۲ سورۃ مجادلہ مدنی رکوعات ۳

(شدّت کے ساتھ بحث و تکرار کرنے کے بیان والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا اور بیحد مسلسل رحم کرنیوالا ہے

اللہ نے اُس (عورت) کی فریاد کو سُن لیا ہے جو اَپنے شوہر کے بارے میں آپؐ سے بڑی شدّت کے ساتھ بحث و تکرار[1] کر رہی ہے اور اللہ سے شکایت کر رہی ہے۔ (کیونکہ) اللہ تم دونوں کی باتیں سُن رہا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ سب کچھ سُننے والا بھی ہے اور دیکھنے والا بھی ۱

تم میں سے جو لوگ (غصہ میں) اَپنی

[1] لفظ جدال یہاں اپنے مشہور معنی یعنی لڑنے جھگڑنے کے معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ یہاں جدال بحث و تکرار یا تند یا تیز کلمات کے تبادلے کے معنی میں استعمال ہوا ہے (تفسیر روح المعانی)

اصل بات یہ ہے احکام شریعت تدریجی طور پر آہستہ آہستہ حسب موقع نازل ہوتے ہیں۔ پرانی شریعتوں کا قانون یہ تھا کہ اگر کوئی شوہر اپنی بیوی سے کہہ دے (انت علی الظہر امی) یعنی تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے تو وہ عورت شوہر پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی تھی۔ مدینہ میں ایک صحابی اوس نے غصہ میں آکر یہی جملہ اپنی بیوی سے کہہ دیا بعد میں شرمندہ ہوئے ان کی بیوی جن کا نام خولہ یا خویلہ تھا رسول خداؐ کے پاس آئیں اور کہا میں اور میرے شوہر بوڑھے ہو چکے ہیں اولاد بھی ہے انہوں نے یہ حماقت کر دی ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا میرے پاس ابھی کوئی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔىْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَ زُوْرًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝۲

بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی) یہ کہہ دیتے ہیں کہ تو میرے لئے ایسی ہے جیسے میری ماں کی پیٹھ، تو اِس (بات کے کہہ دینے) سے اُن کی بیویاں اُن کی مائیں نہیں بَن جاتیں۔ حقیقتاً اُن کی مائیں تو صِرف وہی ہیں جنھوں نے اُنھیں اَپنے پیٹ سے جَنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ ایک بہت ہی سخت ناپسندیدہ، بُری اور جھُوٹی بات اپنی زبان سے کہہ دیتے ہیں (یعنی اپنی بیوی کو اپنی ماں کہہ دینے کا تصوّر ہی ایک نہایت بےہُودہ اور سخت گندہ تصوّر ہے) مگر یہ حقیقت ہے کہ اللہ (ایسی باتوں کے باوجود) بڑا معاف کرنے والا اور تمھاری بُرائیوں کو اپنی رحمتوں

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حکم اس سلسلے میں نہیں آیا یہ سن کر اس خاتون نے خدا سے فریاد کی۔ رسول خداؐ نے اپنی بے بسی کا اظہار فرمایا خاتون نے پھر خدا کو پکارا۔ رسول خداؐ نے پھر اپنی بے بسی کا اظہار فرمایا۔ خاتون نے پھر خدا کو پکارا۔ جب خاتون نے تیسری دفعہ خدا سے فریاد کی تو جناب رسول خداؐ بالکل خاموش ہوگئے۔ آپؐ کے چہرے پر خاص قسم کا تغیر محسوس ہوا جو وحی کے اترنے کی علامت تھا اس وقت یہ آیتیں اتریں کہ ہم نے اس خاتون کی بحث اور فریاد سنی حضورؐ نے خاتون سے فرمایا" تم جاؤ اور اپنے شوہر کو میرے پاس بھیج دو(ابن جریر)

***

www.drhasanrizvi.org

سے ڈھک لینے والا ہے[1] ﴿۲﴾ تو جو لوگ اپنی
بیویوں سے ظہار کریں (یعنی غصّہ میں آکر
اُن کی پیٹھ کو اپنی ماں کی پیٹھ سے تشبیہ
دے دیں) اور پھر (شرمندہ ہو کر اُس بات
سے) پلٹنا چاہیں جو اُنھوں نے کہہ دی ہے،
تو اِس سے پہلے کہ وہ (میاں بیوی) ایک
دُوسرے کو ہاتھ لگائیں، اُنھیں ایک غُلام آزاد
کرنا ہوگا۔ یہ تمھیں (ایسی بات مُنہ سے نِکالنے
پر) سبق دیا جاتا ہے (یعنی یہ کفّارہ تمھاری
سزا ہے تاکہ تم آئندہ ایسی حرکت نہ کرو) اور
تم جو کچھ بھی کرتے ہو، اللہ اُس کو خُوب
اَچھّی طرح سے جانتا ہے ﴿۳﴾ اَب جِسے غلام ہی
نہ مِلے تو وہ مسلسل دُو مہینے کے روزے رَکھے،

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ
لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ
ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۳﴾
فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ

---

[1] حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ مسلمانوں میں جس شخص نے سب سے پہلے ظہار کیا وہ انصار میں سے اوس بن صامت تھا جو ایک دن بیوی پر ناراض ہوا اور اس نے کہہ دیا (تو مجھ پر میری ماں کی پشت کی طرح ہے) زمانہ جاہلیت میں جو شخص اپنی بیوی سے یہ کہہ دیا کرتا تھا تو اس کی بیوی اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی تھی۔ پھر جب اوس اپنے کہنے پر شرمندہ ہوا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ جا کر رسول خداؐ سے پوچھ کہ اب اسلام لانے کے بعد ایسے کہنے پر کیا حکم ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا "اے عورت! میرا خیال ہے کہ تو اس پر حرام ہے" عورت نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا کہ میں خدا سے اپنے شوہر کے جدا ہونے کی شکایت کرتی ہوں اس پر اللہ نے فرمایا "اللہ نے اس عورت کی بات کو سن لیا......" (تفسیر صافی اور من لایحضرہ الفقیہ)

***

www.drhasanrizvi.org

قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ فَاِطۡعَامُ
سِتِّیۡنَ مِسۡکِیۡنًا ؕ ذٰلِکَ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ ؕ
وَ تِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ وَ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۴﴾
اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ کُبِتُوۡا کَمَا

قبل اِس کے کہ وہ دونوں ایک دُوسرے کو ہاتھ لگائیں۔ (یعنی ظہار کے بعد) اگر غُلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینہ مسلسل روزے رکھنے سے پہلے بیوی کو ہاتھ نہ لگاتے) یہ بھی نہ کر سکے تو وہ ساٹھ غریبوں کو (کھانا) کِھلائے۔ یہ (حکم) اِس لئے دیا جا رہا ہے کہ (اِس طرح) تمھارا اللہ اور اُس کے رسولؐ پر اِیمان ثابت ہو جائے۔ اور یہ اللہ کی طرف سے مُقرّر کی ہوئی (سزا کی) حَدیں ہیں، اور (اِس سے) اِنکار کرنے والے کافروں کے لئے بڑی ہی سخت تکلیف دینے والی سَزا ہے[1] ﴿۴﴾

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں، وہ اَیسے

[1] ان آیتوں سے فقہانے نتیجے نکالے۔
(۱) جس طرح اپنا بیٹا کہہ دینے سے کوئی دوسرا واقعی حقیقی بیٹا نہیں ہو جاتا اسی طرح کسی عورت کو فقط ماں کہہ دینے سے کوئی عورت ماں نہیں ہو جاتی۔ (۲) اگر کسی عورت کا دودھ پیا ہے تو وہ ماں کے حکم میں آجاتی ہے۔ (۳) اپنی بیوی کو ماں کہہ دینا خدا کو سخت ناپسند ہے اور بہت بری بات ہے۔ ان آیتوں سے ماں کا احترام ثابت ہوتا ہے۔
(۴) ماں کی اس بے حرمتی پر بیوی حرام تو نہیں ہوتی مگر شرعی جرمانہ جسے کفارہ کہتے ہیں ادا کرنا پڑے گا تب بیوی شوہر کے لئے حلال ہو گی۔ کفارہ کی تفصیلات اسی آیت میں بتا دی گئی ہیں مزید تفصیل کے لئے فقہ کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔ (۵) کفارے کے سلسلے میں کفارہ ادا کرنے والے کی مالی اور جسمانی صلاحیت کو مدنظر رکھا گیا ہے
(فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝
يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا
اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

ذلیل و خوار ہوں گے جس طرح اُن سے پہلے
کے لوگ ذلیل و خوار کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ ہم
نے کھُلی ہوئی صاف صاف اور واضح آیتیں،
دلیلیں اور نشانیاں اُتار دی ہیں۔ تو اَب اِن
کا اِنکار کرنے والے کافروں کے لئے بڑی ذلیل
کرنے والی سزا ہے[1] (۵) جس دِن اللہ اُن سب کو
زندہ کرکے اُٹھائے گا اور پھر اُنھیں بتائے گا
جو کچھ بھی اُنھوں نے (دُنیا میں) کیا تھا۔ وہ
تو (بدمعاشیاں کر کرکے) بھُول گئے، مگر اللہ
نے اُن کے سب کاموں کو گِن گِن کر محفوظ
کر رکھّا ہے۔ (کیونکہ) اللہ ہَر ہَر چیز پر گواہ
(یعنی) حاضر و ناظر ہے (یعنی) ہَر کام کی جگہ
پر موجود ہوتا ہے اور اُس کو دیکھتا ہے[2] (۶) ع ۲/۱

[1] یہاں کافروں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدائی احکامات (شریعت) کو نہیں مانتے۔ وہ لوگ مراد نہیں جو شریعت کے کسی حکم کو کسی وقت پورا نہیں کرتے۔ (معالم۔ بیضاوی۔ تفسیر کبیر)

فقہا نے نتیجہ نکالا کہ بادشاہوں، سرداروں نے اسلامی شریعت سے الگ ہو کر جو اپنے قوانین نافذ کئے ہیں وہ سب اسی آیت کے ذیل میں آتے ہیں البتہ صاحب تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی نے لکھا کہ "البتہ اسلامی حکومت کے لئے ایسے قوانین نافذ کرنے میں کوئی حرج نہیں جو علماء اور دانشوروں کے اتفاق سے بنائے جائیں اور جن کا مقصد لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہو اور ملکی انتظامات کی درستگی ہو۔" (تفسیر روح المعانی)

***

[2] محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) خدا ظاہری احکامات کی تعمیل کو کافی نہیں سمجھتا۔ وہ انسان کے دل کو دیکھتا ہے کہ وہ خدا کو حاضر و ناظر سمجھے۔ اور یہ کہ (۲) خدا کو دھوکہ دینا ممکن نہیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

کیا تم یہ نہیں سمجھتے کہ زمین اور آسمانوں
کی تمام چیزوں کو خدا جانتا ہے؟ کبھی ایسا
نہیں ہوتا کہ کوئی تین۳ آدمی آپس میں چھپ
کر باتیں کریں اور اُن کے درمیان چوتھا "اللہ"
موجود نہ ہو۔ یا پانچ۵ آدمی (خفیہ باتیں کریں) اور
اُن میں چھٹا اللہ موجود نہ ہو۔ چھپ کر بات
کرنے والے چاہے اِس سے تعداد میں کم ہوں
یا زیادہ، جہاں کہیں بھی وہ ہوتے ہیں اللہ
اُن کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے
دِن خدا اُنھیں بتلائے گا، جو کچھ بھی کہ اُنھوں
نے (دُنیا میں) کیا ہو گا۔ (کیونکہ) یہ حقیقت ہے
کہ خدا ہر چیز کا پُورا پُورا عِلم رکھنے والا ہے[1] (۷)
کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ یہ آیت فلاں فلاں اور ابو عبیدہ جراح، عبدالرحمن بن عوف اور اسالم مولیٰ ابی حذیفہ اور حضیرہ بن شعبہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے آپس میں مشورہ کر کے ایک معاہدہ لکھا اور اس پر سب نے توثیق کی کہ جب محمدؐ کا انتقال ہو گا تو ہم خلافت اور نبوت کو بنی ہاشم میں ہر گز جمع نہیں ہونے دیں گے (تفسیر صافی صفحہ ۴۸۳ بحوالہ کافی وتفسیر قمی)

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "یہاں پر اللہ کے ساتھ ہونے کے معنیٰ اس کا جاننا اور پوری طرح علمی احاطہ کر لینا ہے خدا محدود نہیں اس لئے اس کی ذات کی معیت مراد نہیں ہے اس لئے اگر خدا کی معیت ذاتی کو مانا جائے گا تو خدا کا محدود ہونا لازم آئے گا جو غلط ہے"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۳ بحوالہ کافی)۔

***

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَ مَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا

چُھپ چُھپ کر (بُری) باتیں کرنے سے منع کر دیا گیا تھا، مگرجس چیز سے اُنھیں منع کیا گیا تھا، وہ پھر دوبارہ وہی حرکت کئے چلے جاتے ہیں؟ یہ لوگ چُھپ چُھپ کر ایک دُوسرے سے گُناہ، ظُلم و زیادتی، اور رسولؐ کی نافرمانی کی باتیں کیا کرتے ہیں۔ مگرجب آپؐ کے پاس آتے ہیں تو آپؐ کو اِس طریقے سے سلام کرتے ہیں جس طرح اللہ نے آپؐ پر سلام نہیں کیا (یعنی السّلام علیکم کے بجائے ’السّام علیکم‘ کہتے تھے۔ یعنی آپؐ پر مَوت آئے) اور پھر اَپنے دلوں میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے اِس کہنے کی وجہ سے خدا ہم پر اَپنا عذاب نازل کیوں نہیں کرتا؟ ؎

؎ یہودیوں کا مطلب یہ تھا کہ اگر یہ واقعی خدا کے سچے رسول ہیں اور ہم ان کے ساتھ گستاخیاں کر رہے ہیں تو پھر ہمیں سزا کیوں نہیں مل جاتی۔ وہ نہ سمجھے کہ یہ دنیا تو دار امتحان ہے۔

"جنہیں چھپ چھپ کر باتیں کرنے سے منع کیا گیا ہے" سے اولین مراد یہودی اور منافق ہیں جو چھپ چھپ کر مسلمانوں کے خلاف باتیں کرتے اور جب مومنوں کو دیکھتے تو اپنی آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارے کرتے۔ اسی وجہ سے رسولؐ نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ مگر وہ ایسا ہی کرتے رہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۳)

یہودی جب حضور اکرمؐ کے پاس آتے تو سلام کرتے وقت اس طرح سلام کرتے کہتے السام علیکم "یعنی تم پر موت آئے" رسول خداؐ اس کے جواب میں علیکم فرما دیتے "یعنی موت تم پر آئے" اس پر یہ آیت اتری (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۳ بحوالہ روضتہ الواعظین) تمام مفسرین نے تو ان آیتوں کو یہودیوں کے لئے لکھا ہے لیکن حضرت ابن عباسؓ نے ان آیتوں کو منافقین کے لئے قرار دیا ہے۔ جو زیادہ معقول ہے۔ (ابن جریر)

***

www.drhasanrizvi.org

اُن (کی سزا) کے لئے جہنّم بہت کافی ہے۔ وہ اُسی کا ایندھن بنیں گے۔ بہت ہی بُرا ہے اُن کا انجام ⑧

اَے وہ لوگو جو خدا اور رسولؐ کو دِل سے مانتے ہو! جب تم ایک دُوسرے سے چُھپ چُھپا کر کوئی بات کیا کرو تو تم گُناہ، ظلم، زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی کی باتیں نہ کیا کرو، بلکہ نیک کاموں اور تقویٰ (یعنی بُرائیوں سے بچنے اور فرائض اِلٰہیہ کے اَدا کرنے کی باتیں کیا کرو، اور (اُس) اللہ (کی ناراضگی) سے ڈرتے رہا کرو، جس کی طرف تم سَب کو جمع ہو کر حاضر ہونا ہے[1] ⑨ یہ چُھپ چُھپا کر چُپکے چُپکے (مُنافقانہ) باتیں کرنا شیطان کی

اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑧

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ⑨

اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

---

[1] اگر پچھلی آیت یہودیوں کے لئے تھی تو پھر اس آیت میں خدا نے مومنین سے خطاب کر کے وہی بات کیوں دہرائی؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب منافقین کی بدمعاشیاں تھیں۔ آیت کے آخر میں یہ اصول بتایا گیا کہ ہر وہ بات جو چپکے سے کی جائے بری نہیں ہوتی۔ اگر کسی کا عیب چپکے سے اس کو بتایا جائے یا کسی مصلحت سے کوئی بات جو اچھی اور بامقصد ہو چپکے سے کہی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ چپکے چپکے باتیں کرنا اصل میں از خود کوئی گناہ کی بات نہیں البتہ اگر اس کا مقصد برا ہو تو یہ بری چیز ہو جاتی ہے۔ کیونکہ منافقوں کا مقصد مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور ذلیل کرنا تھا۔ اس لئے یہ کام گناہ بن گیا۔ اس سے عمل کی نیت اور مقصد کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ (فصل الخطاب، ماجدی)

محققین نے لکھا کہ آیت میں نیکی سے مراد ایسی نیکی اور بھلائی ہے جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے اور تقویٰ سے یہاں مراد ایسی نیکی ہے جو خود اپنے آپ کو فائدہ پہنچائے۔

***

www.drhasanrizvi.org

تحریک سے ہوتا ہے (یا) یہ کانا پھوسی ایک
شیطانی کام ہے۔ اور یہ اِس لئے کی جاتی ہے
کہ اِیماندار لوگوں کے لئے باعثِ رنج ہو۔ حالانکہ
وہ خدا کی اِجازت کے بغیر اُنھیں کسی قِسم کا
کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (اِس لئے) خدا و
رسولؐ کو دل سے ماننے والے اِیمانداروں کو
اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے[1] (۱۰)

اَے وہ لوگو جو خدا و رسولؐ کو دل سے
مانتے ہو! جب تم سے یہ کہا جائے کہ جلسوں
میں اِدھر اُدھر ہٹ کر (لوگوں کو بیٹھنے کی
جگہ دے دو" تو تم پھیل پھیل کر جگہ دے
دیا کرو" خدا تمھیں وُسعت اور کُشادگی عطا
کرے گا۔ اور جب تم سے کہا جائے کہ کھڑے

وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِى الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ

[1] اس آیت میں جو صاحبان ایمان کا ذکر ہے اس سے مراد سچے مومن ہیں (ابن جریر)
جناب رسول خداؐ نے فرمایا "جب تم تین آدمی موجود ہو تو تم میں سے دو آدمی تیسرے سے الگ ہو کر کوئی بات راز میں نہ کہیں کیونکہ اس سے تیسرے کو رنج ہوگا
نیز یہ بھی کہا گیا کہ یہاں "نجویٰ" سے مراد خواب ہیں جن کو دیکھ کر انسان غمگین ہوتا ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۳ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)
محققین نے نتیجہ نکالا کہ شیطان میں اتنی قوت نہیں ہوتی کہ وہ کسی مومن کو پریشان کر سکے۔ وہ جو پریشان کرتا ہے وہ خدا کی اجازت کی بناء پر کرتا ہے اور خدا مومن کا امتحان لینے اور اس کا مرتبہ بتانے کے لئے شیطان کو ستانے کی چھوٹ دے دیا کرتا ہے (ماجدی)

***

انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ہو جاؤ، تو کھڑے ہو جایا کرو تاکہ اللہ اُن لوگوں کو بلند درجے عطا فرمائے جو دل سے خدا و رسولؐ کو مانتے ہیں اور جنھیں عِلم کا جوہر عطا کیا گیا ہے۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو، اللہ اُس کو خوب اچھی طرح سے جانتا ہے[۱] ⑪

اَے لوگو جو دِل سے خدا و رسولؐ کو مانتے ہو اَجَب تم رسولؐ سے چھُپ کر اَکیلے میں بات کرو تو اَپنی اِس بات چیت سے پہلے کچھ خیرات دے دیا کرو۔ یہ تمھارے لئے بہتر بھی ہے اور زیادہ پاک و پاکیزہ ہونے کا ذریعہ بھی[۲]۔ لیکن اگر تم خیرات دینے کے لئے کچھ بھی نہ رکھتے ہو، تو اِس میں کوئی شک نہیں کہ خدا بڑا معاف کرنے والا بھی ہے

۱ے۔ "پھیل کر جگہ دے دیا کرو" ۔ کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی مجلسوں میں کھل کر دور دور بیٹھو تاکہ آنے والے لوگوں کو جگہ مل جائے کیونکہ لوگ رسول خداؐ کے بہت قریب ہونے کے شوق میں آپؐ سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو کر بیٹھتے تھے تاکہ ان کا کلام اچھی طرح سن سکیں۔ اس لئے یہ حکم اترا کہ پھیل کر دور دور بیٹھو تاکہ نئے آنے والے بھی شریک بزم ہو سکیں۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جب تم سے کہا جائے کہ اٹھو تو اٹھ کر کھڑے ہو جایا کرو۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۴ بحوالہ تفسیر قمی)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ اگر محفل میں کوئی صاحب احترام شخص آئے تو اس کو اچھی جگہ بیٹھنے کے لئے دی جائے۔ اس کے احترام میں کھڑا ہو جائے۔ (فصل الخطاب)

***

اہل سنت کے مفسر مجاہد نے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "قرآن میں یہ ایسی آیت ہے جس پر نہ تو مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ بعد میں کرے گا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۴ بحوالہ تفسیر قمی)۔

***

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

اور بے حد مُسلسل رحم کرنے والا بھی [۱] (۱۲) (اَرے)

کیا تم اِس بات سے ڈر گئے کہ رسولؐ سے

اَکیلے میں چُپکے چُپکے بات چیت کرنے سے پہلے

تمھیں کچھ خیرات کرنی ہوگی؟ اَچھّا تو چلو اگر

اَیسا نہیں کرتے تو خیر، اللہ نے تمھیں اِس

حُکم سے معاف کیا۔ تو بس [۱] نماز پابندی کے

ساتھ پڑھتے رہو اور زکوٰۃ [۲] اَدا کرتے رہو۔ اور [۳]

(زندگی کے ہر معاملے میں) اللہ اور اُس کے

رسولؐ کی اِطاعت کرتے رہو۔ اور تم جو

کچھ بھی کرتے ہو اللہ اُس کو خوب اچھّی طرح

جانتا ہے [۲] (۱۳) ع

کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھوں

نے ایک اَیسی قوم کو اَپنا دوست اور سرپرست

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ

صَدَقٰتٍ ۚ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ

فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ

رَسُوْلَهٗ ۚ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢبِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

---

[۱] محققین نے آیت کے آخری الفاظ سے نتیجہ نکالا کہ خدا کی اطاعت گناہوں کے معاف کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب تم رسولؐ سے اپنی کوئی بات یا حاجت طلب کرنا چاہو تو پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو تاکہ وہ تمہاری حاجت کو پورا کرنے کا اچھا ذریعہ بن جائے لیکن اس حکم پر سوائے حضرت علیؑ کے کسی نے بھی عمل نہ کیا۔

امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے دس بار رسولؐ خدا سے بات کرنے کے لئے صدقہ دیا اور دس دفعہ راز کی باتیں کیں پھر خدا نے یہ حکم منسوخ کر دیا (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۴ بحوالہ تفسیر قمی)

* * *

[۲] روایات میں آتا ہے کہ جب یہ حکم آیا کہ جو شخص رسولؐ سے اکیلے میں بات کرنا چاہے تو وہ پہلے صدقہ دے تو بہت سے صحابی ڈر گئے اور ضروری باتیں پوچھنے سے بھی رک گئے (ماجدی)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

ع ۲ / ۷ / ۲

www.drhasanrizvi.org

مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ
وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٤﴾
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٥﴾
اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ

بنا لیا ہے جس پر اللہ غضب ناک ہے (یعنی جس سے اللہ ناراض ہے۔ اوّلین مُراد یہودی اور منافقین ہیں) وہ نہ تو تمھارے ہی ہیں اور نہ اُن کے۔ (یا) وہ نہ اُن میں سے ہیں اور نہ تم میں سے۔ وہ تو جان بُوجھ کر (تم سے دوستی کی) جھُوٹی قسمیں کھاتے ہیں (یا) جھُوٹے حلف اُٹھاتے ہیں ﴿١٤﴾ اللہ نے اُن کے لئے بڑی ہی سخت سزا بالکل تیّار کر رکھّی ہے بہت ہی بُرا کام ہے جو وہ کرتے ہیں ﴿١٥﴾ اُنھوں نے اَپنی قسمیں کھاتے رہنے کو ڈھال (یعنی اَپنے محفوظ رہنے کا سامان بنا رکھّا ہے جس کی آڑ میں وہ اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکے رکھتے ہیں۔ (اسی لئے) اُن کے لئے سخت

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

اصل بات یہ تھی کہ بعض لوگ خود کو رسول خداؐ سے مقرب بتانے کے لئے خواہ مخواہ آپؐ سے اکیلے میں لمبی لمبی باتیں کرنے کی درخواست کرتے تھے مگر حضورؐ اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے اس کو برداشت کرتے تھے۔ خدا نے یہ دکھانے کے لئے کہ یہ کتنے پانی میں ہیں ان کا امتحان لے لیا کہ اگر تمہیں رسولؐ سے کوئی بات کرنی ہے تو پہلے کچھ صدقہ دو پھر کیا تھا سناٹا ہو گیا۔ اب کوئی نہ آیا۔ صرف حضرت علیؑ دس دفعہ صدقہ دے کر آپؐ سے ملنے تشریف لائے۔ اس طرح جب خدا کا امتحان لینے کا مقصد پورا ہو گیا اور رسولؐ سے چپکے چپکے باتیں کرنے والوں کی قلعی کھل گئی تو دوسری آیت آئی۔ جس نے یہ حکم منسوخ کر دیا (فصل الخطاب)

مجاہد نے کہا کہ حضرت علیؑ کے سوا کسی نے بھی صدقہ دے کر رسول خداؐ سے گفتگو نہ فرمائی (ابن جریر)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

ذلیل کرنے والی سزا ہے (۱۶) انھیں اللہ سے
بچانے کے لئے اُن کا مال اور اَولاد کچھ کام
نہ آئے گا (یا) انھیں اُن کا مال اور اَولاد
اللہ سے مقابلے میں کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا۔
وہ دوزخ والے ہیں، اُسی میں ہمیشہ ہمیشہ
رہیں گے (۱۷) پھر جب اللہ اُن کو دوبارہ اُٹھائے
گا، تو وہ خدا کے سامنے بھی اُسی طرح (جھوٹی)
قسمیں کھائیں گے جس طرح تمھارے سامنے
قسمیں کھاتے ہیں۔ اور (اَپنے دِل میں) یہ سمجھیں
گے کہ طرح اُن کا کام بَن جائے گا (یا جھوٹی
قسمیں کھاکر) وہ اَپنے نزدیک یہ سمجھیں گے
کہ وہ کِسی مضبُوط دلیل پر ہیں۔ خوب جان
لیجئے کہ یہ لوگ پرلے درجے کے جھوٹے ہیں (۱۸)

اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ (۱۶)
لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ
شَيْئًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۱۷)
يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا
يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰي شَيْءٍ ۭ اَلَآ
اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ (۱۸)

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کہ "حضرت علیؑ کے لئے تین فضیلتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے اگر ایک بھی میرے لئے ہوتی تو مجھے سرخ بالوں والے اونٹوں سے بھی کہیں زیادہ محبوب ہوتی۔ (۱) حضرت علیؑ کا جناب فاطمہ کا شوہر ہونا۔ (۲) خیبر کے دن حضرت علی کو علم کا عطا ہونا۔ (۳) آیہ نجویٰ پر تنہا ان کا عمل فرمانا۔ (فصل الخطاب)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے رسول خداؐ سے اپنی دس ملاقاتوں میں یہ علم حاصل کیا۔ پوچھا وفا کیا ہے؟ فرمایا توحید اور اس کی سچی گواہی دینا۔ پوچھا فساد کیا ہے؟ فرمایا۔ کفر و شرک۔ پوچھا حق کیا ہے؟ فرمایا۔ اسلام، قرآن، ولایت۔ پوچھا مجھ پر کیا لازم ہے؟ فرمایا خدا اور رسولؐ کی اطاعت۔ پوچھا اللہ سے کیسے مانگوں؟ فرمایا صدق ویقین کے ساتھ۔ پوچھا اللہ سے کیا مانگوں؟ فرمایا عافیت۔ پوچھا سرور وراحت کیا ہے؟ فرمایا جنت اور اللہ سے ملاقات (مدارک۔ خازن)۔

***

www.drhasanrizvi.org

اِسۡتَحۡوَذَ عَلَيۡهِمُ الشَّيۡطٰنُ فَاَنۡسٰهُمۡ ذِكۡرَ اللّٰهِ‌ؕ
اُولٰٓـئِكَ حِزۡبُ الشَّيۡطٰنِ‌ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّيۡطٰنِ
هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۱۹
اِنَّ الَّذِيۡنَ يُحَآدُّوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗۤ اُولٰٓـئِكَ فِى
الۡاَذَلِّيۡنَ ۲۰
كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِىۡ‌ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِىٌّ
عَزِيۡزٌ ۲۱

شیطان اُن پر مسلّط ہو چکا ہے۔ اور اُسی نے خدا کی یاد کو اُن کے دِل سے بُھلا دیا ہے۔ یہ لوگ شیطان کی پارٹی والے ہیں۔ خوب جان لیجئے کہ شیطان کی پارٹی سخت نقصان اُٹھانے والی ہے (۱۹) جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کا مقابلہ اور مخالفت کرتے ہیں وہ حقیقتاً بڑے ہی ذلیل اور گھٹیا لوگ ہیں (۲۰) اللہ نے لکھ دیا ہے کہ لازمی طور پر ضرور بالضرور (بالآخر) مَیں اور میرے پیغام پہنچانے والے رسولؑ ہی غالب آئیں گے (کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ زبردست طاقت والا اور غالب آنے والا ہے[1] (۲۱)

تم یہ بات کبھی نہ پاؤ گے کہ جو لوگ

---

[1] جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اللہ نے ان کے ہاتھوں بہت سے علاقوں اور بستیوں کو فتح عطا کی تو انہوں نے کہا کہ اگر خدا چاہے تو ہمارے ہاتھوں روم اور فارس بھی فتح کرا دے گا۔ اس پر منافقوں نے کہا کہ "کیا تم نے فارس اور روم کو بھی انہی معمولی بستیوں کے مانند سمجھ رکھا ہے۔ اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۵ بحوالہ تفسیر مجمع البیان)

خدا کا یہ وعدہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اس لئے اس کو لازمی طور پر پورا ہو کر رہنا ہے (مدارک وروح)

خدا کا فرمانا کہ "اللہ نے لکھ دیا ہے" یعنی اس بات کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ دین اسلام کو آخر کار عالمگیر غلبہ حاصل ہوگا اس آیت نے ثابت کر دیا کہ ضرور کوئی خدا کا مقرر کیا ہوا انسان ظاہر ہوگا جس کے ہاتھ پر سارا عالم اسلام قبول کر لے گا بقول اقبال۔

دنیا کو ہے اس مہدیؑ موعود کی حاجت
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار

***

www.drhasanrizvi.org

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا
اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ
اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ
بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اللہ اور آخرت کو دِل سے مانتے ہیں، وہ
اُن لوگوں سے محبّت رکھیں جو اللہ اور اُس
کے رسولؐ کے مخالف ہیں۔ چاہے وہ اُن کے
باپ یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں، یا اُن کے بھائی
ہوں یا اُن کے قبیلے اور خاندان والے ہوں
(کیونکہ) یہ وہ لوگ ہیں جن کے دِلوں میں
خدا نے 'اِیمان' کو نقش کر دیا ہے۔ اور اُن
کو اَپنی طرف کی ایک 'روح[1]' کے ذریعہ قوّت
بخشی ہے۔ وہ اُن کو جنّت کے اَیسے سرسبز و
شاداب گھنے باغوں میں داخل کرے گا جن
کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی (یہ اس
لئے ہوگا کہ) اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ
اللہ سے راضی ہوئے۔ یہی لوگ اللہ کی پارٹی

---

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ "یہاں روح سے مراد ایمان ہے" امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ کوئی مومن ایسا نہیں ہوتا جس کے دل کے اندر دو (۲) کان نہ ہوں ایک کان میں فرشتہ اللہ کی طرف سے اس کو ہدایت کرتا رہتا ہے پس خدا اس فرشتے کے ذریعے سے اس مومن کی مدد کرتا رہتا ہے یہی مطلب ہے اس آیت کا"۔
(تفسیر صافی صفحہ ۴۹۵ بحوالہ کافی)

مومن کامل اور مخلص کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ پھر وہ خدا کے دوستوں ہی کو دوست رکھتا ہے اور خدا کے باغیوں کا دشمن ہوتا ہے اس کے ایمان کی وجہ سے اس کی طبعی محبتوں پر اس کی عقلی محبت غالب آجاتی ہے بقول غالب۔

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغول حق ہوں بندگیٔ بوتراب میں

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ ایمان کی سب سے مضبوط شاخ خدا کے دوستوں سے دوستی اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا ہے (الکافی)

***

www.drhasanrizvi.org

وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۲۲﴾

والے ہیں۔ اور یہ بات بھی جان لینی چاہیئے
کہ یقینی طور پر اللہ کی پارٹی والے ہی جیتنے
والے، غالب آنے والے اور مکمل بھرپور ابدی
اور حقیقی کامیابی اور ہر قسم کی بہتری حاصل
کرنے والے ہیں ﴿۲۲﴾ ع

آیاتہا ۲۴ (۵۹) سُورَةُ الْحَشْرِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا ۳

آیات ۲۴ سورۂ حشر مدنی رکوعات ۳

(اکٹھا کرنے کے بیان والا سورہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام سے مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنیوالا ہے

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَ

زمین اور آسمانوں کی ہر ہر چیز نے اللہ کی
تسبیح کی ہے (یعنی) اللہ کی پاکی اور عظمت کو
بتایا ہے[1] (کیونکہ) وہی بڑی زبردست قوت اور

[1] یہاں تسبیح کرنے سے اختیاری تسبیح کرنا مراد نہیں بلکہ تکوینی اور تسخیری تسبیح مراد ہے یعنی کائنات کی ہر چیز خدا کے حکم کے عین مطابق کام کر رہی ہے اور اس کے جمال و کمال کو ظاہر کر رہی ہے۔ گویا ہر مخلوق خدا کی تسبیح اپنے مرتبہ وجود کے مطابق کرتی ہے۔ حتیٰ کہ کافر جو زبان سے خدا کا انکار کر رہا ہے اس کی زبان بھی جو بول رہی ہوتی ہے تو خدا ہی کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق بول رہی ہوتی ہے اس کا دل بھی خدا کے ہی قانون کے مطابق پمپ کر رہا ہوتا ہے۔

***

www.drhasanrizvi.org

عِزّت والا بھی ہے اور بڑی گہری حقیقتوں اور مصلحتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا بھی ①

وہی ہے جس نے 'اہلِ کتاب' (یعنی یہودی اور عیسائیوں) میں سے جنھوں نے خدا و رسولؐ کے انکار کا راستہ اِختیار کیا' اُن کو پہلے ہی حملے میں اُن کے گھروں سے باہر نِکال پھینکا (حالانکہ تم کو اِس بات کا کوئی وہم و گمان تک نہ تھا (کہ بنی نضیر کے بے اِنتہا با اثر اور طاقتور رؤسا اور قبیلے جو صدیوں سے یہاں اَپنے پنجے گاڑے بیٹھے تھے' آناً فاناً اَپنے ہی علاقوں سے) نِکال باہر کئے جائیں گے[1]۔ اور اُن (احمقوں) کا بھی یہی خیال تھا کہ اُن کے یہ مضبوط قلعے اُن کو

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ①
هُوَ الَّذِيٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ
مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؔ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ
يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ
اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۙ وَ

---

[1] حشر کے معنی کسی گروہ کا ایک جگہ سے نکال کر دوسری جگہ پر جمع کر دینا ہے اس لئے یہاں اول حشر (پہلے ہی حملے) سے مراد یہ ہے کہ یہودی پہلے ہی حملے میں جمع کر کے مدینے سے شام کی طرف جلا وطن کئے گئے۔ اور یہودیوں کا آخری حشر رجعت کے زمانے میں ہوگا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۵ مجمع البیان)

حضرت امام حسنؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا "اللہ ایک آگ مشرق کی طرف سے پیدا کرے گا اور ایک آگ مغرب کی طرف سے پیدا کرے گا اور ان دونوں کے پیچھے دو بڑی تیز چلنے والی ہوائیں ہوں گی۔ جن کے ذریعہ تمام لوگ بیت المقدس کی ایک چٹان کے پاس جمع کر دیئے جائیں گے" (تفسیر قمی)

"اللہ کے آنے" سے مراد اللہ کے عذاب کا آنا ہے جو یہودیوں پر آیا مسلمانوں کے رعب اور ان کی جلاوطنی کی شکل میں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۵)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

فَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم
بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا
يَا أُولِي الْأَبْصَارِ ②
وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءَ لَعَذَّبَهُمْ
فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③

اللہ سے بچالیں گے۔ مگر اللہ (کا عذاب) اُن
پر ایسے راستے سے آیا جس کا اُن کو وہم وگمان
تک نہیں تھا۔ اور (اللہ نے) اُن کے دِلوں
میں (تمھارا) رُعب ڈال دیا۔ پھر تو وہ خود
اَپنے ہی ہاتھوں سے خود اَپنے ہی گھروں کو
تباہ و برباد کر رہے تھے، اور مومنین کے ہاتھوں
سے بھی برباد کروا رہے تھے۔ تو اَے نِگاہ
رکھنے والو، (اِس سے) سبق سیکھو ②
اگر اللہ نے اُن کے لئے جِلا وطنی (وطن
سے نِکل کر بے گھر ہونا) نہ لِکھ دیا ہوتا، تو دُنیا
ہی میں اُنھیں لازمی طور پر بڑی ہی سخت
سزا دیتا[لہ] ③ اور آخرت میں تو اُن کے لئے
جہنّم کی آگ کی سزا ہے ہی۔ یہ سب کچھ اِس

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ:- "اللہ نے یہودیوں پر ایسے طریقے سے عذاب بھیجا جس کا ان کو وہم و گمان تک نہ تھا" (التوحید)

اس آیت کی شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں کے کئی قبیلے مدینے میں آباد تھے جو بڑے دولت مند اور طاقتور تھے - ان کا ایک قبیلہ بنی نصیر تھا- جنہوں نے رسول خداؐ سے غداری کی جس پر رسولؐ خدا نے ان کے قلعے کا محاصرہ فرمایا- خدا نے ان پر مسلمانوں کا ایسا رعب طاری کیا کہ انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور انہوں نے یہ شرط مان لی کہ وہ شام چلے جائیں گے- جب وہ اپنے گھروں سے نکل رہے تھے تو اپنے گھروں کو توڑ پھوڑ رہے تھے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ یہ گھر مسلمانوں کے ہو جائیں گے-(ابن جریر)

***

لہ یہودیوں کے دو جرم تھے- (۱) رسولؐ کا احترام نہ کرنا - (۲) رسولؐ سے کئے ہوئے معاہدوں کو توڑنا- اسی لئے خدا نے دوہری سزائیں دیں (ابو سعود)-

***

لئے ہوا کہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ
کا مقابلہ کیا اور مخالفت کی۔ تو جو بھی اللہ
کا مقابلہ اور مخالفت کرے گا، تو حقیقتاً اللہ
بڑی سخت سزا دینے والا ہے (۴)
تم لوگوں نے جو کھجوروں کے درخت کاٹ
ڈالے، یا جن کو اپنی جڑوں پر کھڑا رہنے دیا،
یہ سب اللہ کی اجازت سے تھا۔ تاکہ بدکاروں
اور بدمعاشوں کو بری طرح ذلیل کرے ۱ (۵)
اور جو (مال) اللہ نے اُن کے قبضے سے
نکال کر اپنے رسولؐ کی طرف پہنچایا، تو وہ ایسا
مال نہیں جس کے لئے تم نے اپنے گھوڑے
یا اونٹ دوڑائے ہوں ۲ (یعنی جس کے حاصل
کرنے کے لئے تم نے کوئی کوشش کی ہو) بلکہ

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاۤقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۤقِّ
اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④
مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۤئِمَةً عَلٰۤى
أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤
وَمَاۤ أَفَاۤءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَاۤ أَوْجَفْتُمْ
عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ

---

۱ پہلے ان کی سزا کا ذکر ہوا اور اب ان کے درختوں کا ذکر ہے۔ آیت کی شان نزول یہ ہے کہ جب یہودی بدعہدی کر کے اپنے قلعہ میں بند ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے باغوں سے کچھ درخت کاٹے تاکہ اپنا نقصان ہوتے دیکھ کر وہ قلعہ سے باہر نکل آئیں۔ یہودیوں نے طعنے دیئے کہ درختوں کو کاٹنا تو فساد ہے۔ خدا نے جواب دیا کہ یہ کام فساد کے رفع کئے جانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اس لئے اس کے فساد ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (ابن جریر)

فقہا نے نتیجہ نکالا کہ اختلاف مسلک اگر شریعت کے حدود کے اندر اخلاق کے دائروں میں رہ کر کیا جائے، تو مضر نہیں ہوتا یعنی اختلاف ہو مگر افتراق نہ ہو۔ اس لئے فقہا اور مفسرین اور تمام علوم کے ماہرین کا اختلاف جائز ہے۔

***

۲ فئے: اس مال کو کہتے ہیں جو کافروں، مشرکوں سے بغیر جنگ کے حاصل ہو (تفسیر کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶

مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷

اللہ اپنے رسولوںؑ کو جس پر چاہتا ہے قابو دے دیتا ہے (کیونکہ) اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۝۶ (اس لئے) اب جو کچھ بھی اللہ اُن بستیوں کے رہنے والوں سے اپنے رسولؐ کی طرف پہنچا دے، تو وہ اللہ[1] اور اُس[2] کے رسولؐ اور رسولؐ[3] کے رشتہ داروں، قرابت داروں، یتیموں[4]، غریبوں[5] اور مسافروں[6] کے لئے ہے، تاکہ وہ (مال صرف تمہارے مالداروں ہی کے درمیان نہ گھومتا رہے[1]۔ (اس لئے) جو کچھ رسولؐ دیں اُس کو لے لو۔ اور جس چیز سے منع کریں اُس سے رُک جاؤ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ (کیونکہ) اللہ بڑی سخت سزا دینے والا ہے ۝۷ (نیز یہ کہ وہ مال) اُن غریبوں کے لئے ہے جو

---

[1] فقہا نے نتیجہ نکالا کہ کسی کی بیت المال سے صرف اسقدر مدد کرنی چاہیئے کہ اس کی بنیادی ضرورتیں پوری ہو جائیں اتنی مدد نہیں کی جاسکتی کہ وہ سرمایہ دار بن جائے۔ بیت المال کے اس ناجائز استعمال کی وجہ سے بنی امیہ اور بنی عباس کی جابر حکومتیں وجود میں آئیں اور انہوں نے عوام اور شرفاء پر ظلم کے پہاڑ ڈھائے اور اسی وجہ سے سود خوروں، سرمایہ داروں، جاگیرداروں، بڑے زمینداروں، اور عوام کا خون چوسنے والے تمام گروہ پیدا ہوئے۔

محققین نے اس آیت سے یہ نتیجہ بھی نکالا کہ (۱) اسلام سرمایہ داری کو جائز نہیں سمجھتا۔ (۲) نیز رسول خداؐ کا ہر حکم ماننا ضروری ہے۔ (معالم۔ ابن کثیر۔ بیضاوی

خدا کا یہ فرمانا کہ "جو کچھ خدا اپنے رسولؐ کو بستیوں والوں کی طرف سے پہنچا دے" سے مراد وہ مال ہے جو بغیر لڑے بھڑے، مسلمانوں کی کوششوں کے بغیر رسول خداؐ کو مل جائے۔ وہ مال اللہ، رسولؐ اور رسولؐ کے قرابت داروں کا ہے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ
وَاَمْوَالِهِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّ
یَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۸﴾
وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ
مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَلَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً

ہجرت کرکے آئے ہیں اور جو اپنے گھروں جائیداد وں
اور مال و دولت (چھوڑ کر) نکال باہر کئے گئے
ہیں (کیونکہ) یہ لوگ اللہ کے فضل و کرم اور
اُسی کی رضامندی اور خوشی کے طلب گار ہیں،
اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مدد کرنا چاہتے
ہیں۔ یہی سچّے اور کھرے لوگ ہیں ⑧
رہے وہ جو اِن مہاجروں کے آنے سے
پہلے اِس (مدینے کے) علاقے میں اِیمان لاکر
رہتے تھے، تو یہ لوگ اُن لوگوں سے محبّت
کرتے ہیں جو ہجرت کرکے اِن کے پاس آئے
ہیں۔ اور وہ (اُس مال پر جو) اُن مہاجرین
کو دے دیا جاتا ہے اَپنے دِلوں میں کِسی قِسم
کے رشک، حسد یا جلنے کی کوئی ضرورت تک

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ "رسولؐ کے قرابتداروں سے مراد ہم اہلبیت رسولؐ ہیں اس آیت میں خدا نے ہمیں اپنی ذات اور اپنے نبیؐ سے ملا دیا۔ یہاں یتیموں، مسکینوں سے مراد ہمارے یتیم اور مسکین ہیں۔ اور خدا نے اس مال میں ہمارا حصہ اس لئے رکھا کہ صدقات اور خیرات کے مال میں ہمارا کوئی حصہ نہیں۔ خدا نے اپنے نبیؐ اور ان کے رشتہ داروں کا یہ اکرام فرمایا کہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہمیں نہیں کھلایا۔" (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۶ بحوالہ کافی و تفسیر مجمع البیان)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ مال اس طرح تقسیم نہ کیا جائے کہ وہ صرف امیروں کے ہاتھوں میں گھومتا رہے اور غریب محروم رہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۶) بقول ڈاکٹر اقبال

جس کھیت سے دہقان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

***

www.drhasanrizvi.org

مِمَّآ اُوۡتُوۡا وَيُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ وَلَوۡ كَانَ بِهِمۡ
خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنۡ يُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۚ (۹)
وَالَّذِيۡنَ جَآءُوۡ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ يَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ
لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِيۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِيۡمَانِ وَلَا

محسوس نہیں کرتے' (کیونکہ) وہ اپنے اُوپر
دُوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ چاہے وہ خود
ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں۔ حقیقت یہ
ہے کہ جو لوگ اَپنے نفس کی تنگی اور حرص
سے بچا لئے گئے' وہی دین و دُنیا کی بھرپُور
حقیقی اور اَبدی کامیابی اور ہر قسم کی بھلائی
حاصل کرنے والے ہیں[1] (۹) (اور یہی کامیابی
اُن کے لئے بھی ہے) جو اُن پچھلوں کے بعد
آئے۔ اور وہ یہ دُعا کرتے ہیں کہ: "اَے
ہمارے پالنے والے مالک! ہمیں اور ہمارے
اُن سب بھائیوں کے گناہ معاف کر کے اپنی
رحمت سے ڈھک لے جنھوں نے ہم سے پہلے
خدا اور رسولؐ کو دل سے مانا' اور ہمارے

---

[1] مطلب یہ ہے کہ انسان پر اللہ کا ہزار احسان ہوتا ہے کہ خدا اسے بخل اور تنگدلی سے بچالے کیونکہ انسان کا نفس تو ہمیشہ اس کو لالچ حرص اور حسد کی طرف لے جاتا ہے۔

انصار مہاجروں سے حسد نہ کرتے تھے ان کو جو حصہ مالِ غنیمت سے ملتا تھا یا جو شرف نبیؐ کی بارگاہ میں ملتا اس سے راضی رہتے (ابن کثیر)

دوسروں کو اپنے آپ سے مقدم رکھنا، فضیلت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔ خود فاقے سے رہ کر دوسروں کو کھلانا اور خود محتاج ہوتے ہوئے دوسروں کی ضرورتیں پوری کرنا اور دوسرے پر خرچ کرنا اتنی بڑی فضیلت ہے اس پر خدا انصاری کی تعریف کر رہا ہے۔ (جصاص)

وہ حرص جو طبعی ہوتی ہے بری نہیں ہوتی مذمت اس حرص کی ہے جو حرام چیز یا حرام کام تک لے جائے۔ یہ حرص وہ ہے کہ انسان اپنے بھائی کا مال ناحق مار دے۔ اور گناہوں کی طرف چلا جائے (جصاص، راغب، معالم)۔

***

www.drhasanrizvi.org

دِلوں میں اِیمانداروں (یعنی) خدا اور رسولؐ
کو دِل سے ماننے والوں کے لئے کِسی قِسم کی
دِلی دُشمنی نہ آنے دے۔ اَے ہمارے پالنے
والے مالک! واقعاً تو بڑا مہربان [1] بے حَد
مُسلسل رحم کرنے والا ہے"۔ ۱۰ ع
کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا کہ
جو منافق ہیں، وہ اپنے اُن اہلِ کِتاب بھائی بندوں
سے جنھوں نے کُفر کیا (یعنی) رسولؐ کی رسالت
یا اِسلام کا اِنکار کیا، یہ کہتے ہیں کہ "اگر تم
کو (شہر سے) نِکالا گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ
ساتھ شہر سے نِکل جائیں گے۔ اور تمھارے
بارے میں ہم کبھی ہرگز کِسی کی بات نہیں
مانیں گے۔ اور اگر (تم سے) جنگ کی گئی تو

ع ۱

تَجۡعَلۡ فِیۡ قُلُوۡبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ
رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ ۱۰ ع
اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِهِمُ الَّذِیۡنَ
کَفَرُوۡا مِنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ
مَعَكُمۡ وَلَا نُطِیۡعُ فِیۡكُمۡ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ

---

[1] غرض ان آیتوں میں مدینے کے رہنے والے انصار کی تعریف کی گئی ہے کہ انصار مہاجرین سے جلتے نہ تھے بلکہ ان کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اور مہاجرین ان کو دعائیں دیتے تھے۔ نیز اس سے مراد بعد میں ایمان لانے والے بھی ہو سکتے ہیں۔

لیکن ایمان پہلے لائے ہیں یا بعد میں اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر وہ بعد میں ظلم کریں یا گناہ کریں تو بھی لائق سزا اور مذمت نہ ہوں گے۔ ایسا کوئی فارمولا قرآن یا معتبر احادیث سے ثابت نہیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ⑪
لَىِٕنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَىِٕنْ قُوْتِلُوْا
لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَىِٕنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۣ
ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ⑫
لَاَانْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ

ہم تمھاری مدد کریں گے' مگر اللہ گواہ ہے کہ حقیقتاً یہ لوگ بالکل جھوٹے ہیں[1] (۱۱) اگر وہ (کافر اہلِ کِتاب شہر سے) نِکال باہر کئے گئے' تو یہ منافق لوگ ہرگز اُن کے ساتھ نہیں نِکلیں گے۔ اور اگر اِن (کافر اہلِ کتاب) سے جنگ کی گئی تو یہ منافق لوگ ہرگز اُن کی کوئی مَدد نہ کریں گے۔ اور اگر یہ منافق اُن کی مَدد کرنے آئے' تو پیٹھ پھیر پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ (معلوم ہوا کہ منافق کی یقینی پہچان مَیدان چھوڑ کر بھاگ جانا ہوتا ہے) اور پھر اُن کی کوئی مدد بھی نہ ہو گی[2] (۱۲) (کیونکہ) اِن منافقوں کے دِلوں میں اللہ سے کہیں زیادہ تو تمھارا خوف بَسا ہوا ہے۔ اور یہ اِس لئے ہے کہ وہ اَیسے

---

[1] یہ آیت ابی بن کعب اور اس کے ساتھوں کے بارے میں اتری ہے اور یہاں کافروں سے اولین مراد بنی نضیر کے یہودی ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۶ بحوالہ تفسیر قمی)

***

[2] آیت کا مطلب یہ ہے کہ اول تو مدینے کے منافق جو بنی نضیر کے یہودیوں کی حمایت کا درپردہ وعدہ بھی کر چکے ہیں وقت پڑنے پر یہودیوں کا کوئی ساتھ نہ دیں گے اور اگر ساتھ دیں گے بھی تو اس سے یہودیوں کو کوئی فائدہ نہ پہنچے گا (ماجدی)

ابن ابی اور اس کے منافق ساتھیوں نے بنی نضیر کے یہودیوں کی طرف چپکے سے پیغام بھیجا (کہ ہم تمھاری مدد کریں گے) اور وقت پڑنے پر وعدہ خلافی کی۔ یہی طریقہ ہر منافق کا ہوتا ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۶)

غرض یہ آیتیں یہودیوں کے قبیلے بنی قریظہ سے متعلق ہیں کہ منافق ان کو یہ سکھاتے ہیں کہ تم مسلمانوں کے مقابلے پر ڈٹے رہو۔ حالانکہ جب وقت آئے گا تو یہ منافقین ان کا بالکل ساتھ نہ دیں گے (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿١٣﴾
لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۭ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۭ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿١٤﴾
كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٥﴾

لوگ ہیں جو عقل و فہم، سمجھ بوجھ نہیں رکھتے[1] ﴿۱۳﴾ یہ سب مل کر کبھی (کھلے میدان میں) تم سے جنگ نہیں کریں گے، سوا اس کے کہ ایسی بستیوں میں بیٹھ کر لڑیں گے جو قلعہ کے اندر محفوظ ہوں یا دیواروں کے پیچھے (بیٹھ کر)۔ (کیونکہ) اُن میں خود آپس میں بڑا سخت اختلاف ہے۔ تم اِن کو اکٹھا سمجھتے ہو، مگر اِن کے دل ایک دُوسرے سے الگ الگ ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ عقل سے کام ہی نہیں لیتے[2] ﴿۱۴﴾ بالکل اُسی طرح جیسے اُن کے پہلے تھے، جو ابھی تھوڑے عرصے پہلے اپنے بُرے کاموں کی سزا کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ اور پھر اُن کے لئے (آخرت کی) بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا بھی ہے[3] ﴿۱۵﴾ اُن (منافقوں)

---

[1] مطلب یہ ہے کہ منافق خدا سے بالکل نہیں ڈرتے ورنہ کفر اور بد معاشیاں چھوڑ کر ایمان نہ لے آتے؟ اور ایمان کے جھوٹے وعدے کرنا نہ چھوڑ دیتے؟ البتہ ان پر مسلمانوں کا رعب چھایا رہتا ہے۔ اس لئے ان کی ہمت نہیں ہوئی کہ کافروں اور یہودیوں سے جا ملیں۔ کیونکہ یہ منافق خدا سے ڈرتے نہیں اس لئے وہ خدا کو دل سے مانتے ہی نہیں۔

***

[2] مطلب یہ ہے کہ سارے منافق اور سارے یہودی اور مختلف قبیلے سب کے سب مل کر بھی مسلمانوں سے لڑنے سے ڈرتے ہیں خدا کا یہ قول اس طرح سچا ثابت ہوا کہ منافق کبھی مسلمانوں سے لڑنے کی جراَت نہ پیدا کر سکے اور یہودیوں نے مقابلہ کیا تو شکست کھائی۔ (مدارک۔ ماجدی)

***

[3] حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہودی ۲ھ میں غزوۂ بدر میں بد عہدی کر کے جلا وطن کئے گئے وہ بنی قینقاع کے یہودی تھے۔ (ابن جریر)

***

www.drhasanrizvi.org

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾ ع

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ

کی مثال شیطان کی سی ہے کہ پہلے تو وہ ہر آدمی سے یہ کہتا ہے کہ کُفر کر (یعنی) اللہ، رسولؐ، آخرت اور تمام اَبدی حقیقتوں کا اِنکار کر دے۔ اور جب کوئی آدمی کُفر کر بیٹھتا ہے، تو وہ کہتا ہے کہ میرا تجھ سے کوئی تعلّق نہیں۔ مجھے تو تمام جہانوں کے پالنے والے مالک سے ڈر لگتا ہے[1] ﴿۱۶﴾ پھر اُن دونوں کا انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں کے دونوں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنّم کی آگ میں جائیں گے (کیونکہ ایسے ظالموں کی یہی سزا ہے[2] ﴿۱۷﴾ ع

اَے اِیماندارو (یعنی) اَبدی حقیقتوں کو دل سے ماننے والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص کو یہ چاہئے کہ وہ یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے

ع ۲/۵

[1] اس سے اولین مراد بنی قینقاع ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۶ بحوالہ تفسیر قمی)
اور اس تشبیہ سے مراد عین وقت پر کام نہ آنا ہے اور اس سے مراد منافق اور یہودی ہیں۔ (مدارک)

***

[2] آج بھی جو قومیں عقیدۂ آخرت سے بے پرواہ رہتی ہیں ان کو سب سے زیادہ تکبر اور غرور اپنے مالیاتی وسائل اور کثیر آبادی پر ہوتا ہے اس لئے ان کو خدا اور آخرت کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔

***

www.drhasanrizvi.org

لئے کیا سامان کیا۔ اور اللہ (کی ناراضگی) سے ڈرتے رہو۔ (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ تمہارے اُن تمام کاموں کو خُوب اَچھّی طرح سے جانتا ہے جو تم کرتے رہتے ہو[1] ⑱ (غرض) تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھُول گئے تو اللہ نے اُنھیں اَیسا کر دیا کہ وہ خود اَپنے آپ کو بھُول گئے (یعنی اَپنے اَبدی حقیقی فائدوں اور ضرورتوں کو بھُول کر وقتی لذّتوں فائدوں میں کھوگئے) یہی لوگ اللہ کی حَدوں کو توڑنے والے بدکار ہیں[2] ⑲ (غرض) جہنّم والے اور جنّت والے کبھی ایک جَیسے نہیں ہو سکتے۔ (کیونکہ) جنّت میں جانے والے ہی (اصل میں) کامیاب و کامران ہیں[3] ⑳

لِغَدٍۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑱
وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ⑲
لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ⑳

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اے ایمان والو! تمہارا صرف ایمان کا دعویٰ کرنا کافی نہیں تمہارے لئے ضروری ہے کہ گناہوں سے بچے رہو خاص کر گناہگاروں کا انجام سننے کے بعد اور یہ دیکھتے رہا کرو کہ تم نے نیکیوں کا کتنا ذخیرہ خدا کے پاس بھیجا۔ (ماجدی)

***

[2] فاسق اس کو کہتے ہیں جو خدا کی اطاعت کے دائرے سے بالکل ہی نکل چکا ہو جیسے تیر کمان سے نکل جائے غرض فسق میں کامل ہونا مراد ہے۔ (بیضاوی)

***

[3] حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا "جنت والے وہ لوگ ہیں جو میری اطاعت کریں میرے بعد علی مرتضیٰؑ کو تسلیم کریں اور ان کی ولایت (یعنی سرپرستی) کو تسلیم کریں اور دوزخ والے وہ ہیں جو علیؑ کی ولایت سے ناراض ہوں اور میرے بعد علیؑ ابن ابی طالب سے جنگ کریں" (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۶ بحوالہ عیون اخبار الرضا)

***

www.drhasanrizvi.org

اگر ہم اِس قرآن کو کسی پہاڑ پر اُتار دیتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے جُھک کر دَبا اور پھٹا چلا جا رہا ہے[۱]۔ ہم یہ مِثالیں تو اُن لوگوں کے سامنے اِس لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ (کبھی اپنی حالت پر) غور وفکر تو کریں ﴿۲۱﴾ وہ اللہ ہی تو ہے جس کے سِوا کوئی خدا نہیں۔ وہ بے دیکھی اور دیکھی ہوئی ہر چیز (یا) ہر غائب اور ہر ظاہر چیز کا جاننے والا ہے[۲] اور سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بھی ہے اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی[۳] ﴿۲۲﴾ وہی اللہ ہے جس کے سِوا کوئی خدا نہیں۔ وہی (حقیقی) بادشاہ (ملک) ہے، ہر عَیب اور نقص سے پاک اور بے عَیب (قدّوس) ہے۔ بے ضَرر اور

لَوۡ اَنۡزَلۡنَا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیۡتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنۡ خَشۡیَةِ اللّٰهِ ؕ وَ تِلۡكَ الۡاَمۡثَالُ نَضۡرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمۡ یَتَفَكَّرُوۡنَ ﴿۲۱﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ﴿۲۲﴾

[۱] یہ انتہائی بلیغ انداز ہے یہ بتانے کا کہ قرآن اتنی موثر اور زبردست کتاب ہے کہ پہاڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے ۔ لیکن کافر کتنے بے حس ہیں اور اپنی خواہشوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں کہ قرآن کی تعلیمات ان چکنے گھڑوں پر کوئی اثر نہیں کرتیں۔

اہل اشارات نے نتیجہ نکالا کہ پتھروں میں بھی کسی حد تک شعور یا ادراک موجود ہے (فصل الخطاب)۔

***

[۲] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا "غیب یعنی چھپی ہوئی باتوں سے مراد وہ سب کچھ ہے جو ابھی واقع نہیں ہوا اور شہادۃ یعنی ظاہری باتوں سے مراد وہ کچھ ہے جو ہو چکا ہے۔" (تفسیر صافی صفحہ ۷۹۴ بحوالہ مجمع البیان)

***

[۳] خدا کی صفت رحمانیت اور رحمیت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائیوں کو کفارہ کا عقیدہ گھڑنا پڑا اور پھر عیسیٰؑ کو خدا کا اکلوتا بیٹا مان کر ان کو سولی پر چڑھانا پڑا تاکہ وہ ساری مخلوق کے گناہوں کا کفارہ پیش کر دیں اور اس طرح سب کو نجات ملے ۔ اصل میں انہوں نے خدا کی رحمانیت اور رحمیت کو نہ سمجھا (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾

سراسر سلامتی ہی سلامتی اور اَمن دینے والا (مومن)، محافظ اور نگہبان (مہیمن)، سَب پر پُوری پُوری طرح غالب اور زبردست طاقت اور عزّت والا، اور اَپنا حُکم بزور نافذ کرنے والا (عزیز) ہے، اور سرکشوں کو زیر کر دینے والا (یا) (ٹوٹے ہوئے دِلوں کو) جوڑنے والا (جبّار)، تمام بزرگیوں والا اَیسا صاحبِ عظمت جو تمام بڑائیوں کا مرکز (یا) زبردست بڑائی والا (متکبّر) ہے۔ (غرض) پاک ہے اللہ اُس شِرک سے جو وہ لوگ کر رہے ہیں (یعنی) یہ لوگ جس کو اُس کا شریک ٹھہراتے ہیں، خدا اُس سے پاک ہے ﴿۲۳﴾

وہ اللہ ہی تو ہے جو ہر چیز کو ٹھیک ٹھیک اندازے کے مطابق پَیدا کرنے والا خالق ہے،

۱ے خدا کا ملک یعنی بادشاہ ہونے کا مطلب ملکیت، مالکیت و حاکیت کے سارے اختیارات ہیں۔ اس سلسلے میں کوئی اس کا شریک نہیں اور نہ کسی کو خدا پر دسترس حاصل ہے "قدوس" کے معنی پاک بے عیب ذات، کوئی گھٹیا خراب صفت اس سے متعلق نہیں کی جا سکتی۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے۔

خدا کے مومن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ خدا مومن کا ہر خوف دور کرتا ہے۔ اور ہر بلا کو ٹالتا رہتا ہے۔ خدا کے عزیز ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ قادر مطلق ہے کسی طرح کسی لحاظ سے کمزور نہیں۔ خدا کے متکبر ہونے کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سامنے مخلوق کی ساری عظمتیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں اور خدا ہر قسم کی چھوٹی اور پست باتوں سے بری ہے۔ خدا کے جبار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی اصلاح کرنے والا ہے۔ عربی میں مجبر اس کو کہتے ہیں جو ٹوٹی اور اکھڑی ہوئی ہڈی کو بٹھادے۔ (ماجدی، بیضاوی، کبیر)

***

www.drhasanrizvi.org

هُوَاللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ
الۡحُسۡنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ
وَهُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۲۴﴾

نیستی (یعنی نہ ہونے) سے ہست بنانے والا (یعنی)
عدم سے وجود میں لانے والا (یا) پہلے پہل
ناچیز سے چیز بنانے والا (البارئ[۱]) ہے۔ صورتیں
بنانے والا (مصوّر) ہے۔ سارے کے سارے
اَچھّے سے اَچھے نام اُسی کے لئے ہیں[۲]۔ زمین اور
آسمانوں کی ہر ہر چیز اُسی کی تسبیح کرتی ہے
(یعنی) اُس کے بے عَیب ہونے اور اِنتہائی
باکمال ہونے کو بتاتی ہے۔ (کیونکہ) وہی
زبردست طاقت اور عزّت والا، غالب
آنے والا، اَپنا حُکم بزور نافذ کرنے والا (عزیز)
بھی ہے اور بڑی گہری مصلحتوں اور حقیقتوں
کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک
کام کرنے والا 'حکیم' بھی ہے ﴿۲۴﴾ ع

ع ۳ ۷ ۶

۱ـہ خدا کا باری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے روح، مادہ، ہیولیٰ، صورت اور جوہر کو عدم Nothing سے پیدا کر کے وجود بخشا۔

***

۲ـہ اور تمام اسماء حسنیٰ کا یعنی اچھے ناموں کا خدا کے لئے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تمام صفات کمال کا جامع ہے۔ محققین نے لکھا کہ ہر چیز جو عدم سے وجود میں آتی ہے وہ وجود میں آنے سے پہلے تو تقدیر کی محتاج نہیں ہوتی لیکن بعد میں تقدیر کے مطابق چلنے کی محتاج ہوتی ہے۔ پھر ایجاد کے بعد شکل اختیار کرنے کی محتاج ہوتی ہے پس خدا ان تینوں چیزوں کا خالق ہے۔ وہ الباری بھی ہے اور المصور بھی یعنی تقدیر کے مطابق عدم سے وجود میں لانے والا بھی ہے اور ایجاد کرنے والا بھی نیز صورتیں بنانے والا بھی (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۷)

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا کے ۹۹ نام ہیں۔ جو شخص ان کو پڑھتا رہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ شیخ صدوقؒ نے فرمایا کہ خدا کے ناموں کو صرف پڑھنا کافی نہیں ان کو سمجھ کر وہی صفت کسی حد تک اپنے اندر پیدا کرو۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۷ بحوالہ التوحید)۔

***

www.drhasanrizvi.org

آیات ۱۳ سورۂ ممتحنہ مکّی رکوعات ۲

(عورتوں کا اِمتحان لئے جانے کے ذکر والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○

اَے وہ لوگو جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مان چکے ہو! میرے اور اَپنے دُشمن کو اپنا دوست اور سرپرست نہ بناؤ۔ تم تو اُن کے ساتھ دوستی اور محبّت کی پینگیں بڑھا رہے ہو اور وہ ہیں کہ اِس حقیقت کا اِنکار کر چکے ہیں جو تمھارے پاس آئی ہے۔ اور وہ اللہ کے رسولؐ کو اور تمھیں (تمھارے گھروں سے) نکلنے پر مجبور کر چکے ہیں[1] (صرف) اِس جرم میں کہ تم اللہ کو دِل

آیاتہا ۱۳ (۶۰) سُوْرَۃُ الْمُمْتَحِنَۃِ مَدَنِیَّۃٌ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ

اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا

جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ

---

[1] حاطب بن ابی بلتعہ ایک بڑے صحابی تھے۔ بدری تھے مہاجر تھے انہوں نے فتح مکہ سے کچھ پہلے اپنے گھر والوں کو جو مکے میں تھے یہ خط لکھا کہ عنقریب رسول خداؐ مکہ آنے والے ہیں۔ جناب رسول خداؐ کو وحی کے ذریعے اس بات کا علم ہو گیا حاطب کو بلایا تو انہوں نے کہا کہ "میری نیت بری نہ تھی میں سمجھا تھا کہ میرے اس خط سے اسلام کو کوئی نقصان نہ ہوگا ہاں اس خط سے اہل مکہ میرے احسان مند ہوں گے اور میرے گھر والوں کے ساتھ برا سلوک نہ کریں گے" حضورؐ نے ان کی نیک نیتی کی تصدیق فرمائی۔ فقہا نے نتیجہ نکالا کہ ایک صحابی جو بدری بھی ہو اس کے کافروں کو راز بتانے پر اس قدر سخت گرفت ہوئی، اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مسلمانوں سے لڑنے والے کافروں سے چھپ کر خط و کتابت کرنا اور اچھے دوستانہ تعلقات قائم رکھنا کتنی بری بات ہے۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

سے کیوں مانتے ہو، جو تمہارا پالنے والا مالک ہے۔
(غرض) اگر تم میرے راستے میں جہاد (یعنی) بھرپور
کوششیں کرنے کے لئے اور میری خوشی حاصل
کرنے کے لئے (اپنے گھروں سے) نکلے تھے (تو میرے
اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست کیوں بناتے ہو؟)
تم چھپ چھپا کر اُن سے دوستی اور محبّت کے
پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ میں اُسے خُوب جانتا ہوں
جو تم چھُپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو۔ تم میں سے
جو شخص بھی ایسا کام کرے گا، تو حقیقتاً اُس
نے سیدھے راستے کو کھو دیا (یا) حقیقتاً وہ سیدھے
راستے سے بھٹک گیا ① (کیونکہ وہ کافر لوگ ایسے
ہیں کہ) اگر وہ تم پر کہیں قابو پا جائیں تو تمہارے
ساتھ دُشمنی کریں گے اور اپنے ہاتھ اور زبان

تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي
وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِي تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا
اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ
مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيلِ ①
اِنْ يَّثْقَفُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّيَبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے کافروں کی محبت کی وجہ سے اگر مسلمانوں کی خبر ان کو دی ہے تو یہ بہت ہی برا کام ہے۔ (مدارک۔ بیضاوی)۔

خدا کے فرمانے کا مقصد یہ ہے کہ اگر تم میری راہ میں گھربار چھوڑ کر مکے سے نکلے تھے تو اب تم مشرکوں سے خط و کتابت کے ذریعہ تعلقات کیوں بڑھا رہے ہو جنہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا ہے (ابن جریر)

صاف ظاہر ہے کہ یہ ان مہاجرین سے خطاب ہے جو مکے سے مدینے آکر خفیہ طور پر مشرکوں سے تعلقات قائم کئے ہوئے تھے۔ یا ان سے محبت کی پینگیں بڑھانا چاہتے تھے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تمام صحابہ مثالی کردار کے مالک نہ تھے (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

اَيْدِيَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ②

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ③

سے تمھیں تکلیف پہنچائیں گے۔ وہ تو بس یہ چاہتے ہیں کہ تم (کسی نہ کسی طرح) کافر ہو جاؤ (یعنی) خدا اور رسولؐ کا انکار کر دو ② قیامت کے دن نہ تو تمھارے خونی رشتہ دار ہی تمھیں کوئی فائدہ پہنچائیں گے، اور نہ تمھاری اولاد تمھارے کسی کام آئے گی۔ اُس دن اللہ تمھارے درمیان جُدائی ڈال دے گا۔ (یعنی دنیا داری کے تمام رشتے ناتے، دوستیاں اور تعلّقات وہاں کاٹ کر بھُلا اور مِٹا دئے جائیں گے[۱]) اور جو کچھ بھی کہ تم کرتے ہو اللہ اُس کا خُوب اچھّی طرح سے دیکھنے بھالنے والا ہے (یعنی وہاں صِرف ہمارا عمل ہو گا جو ہمارے ساتھ ساتھ ہو گا اور اچھّا عمل ہمارے کام آئے گا) ③

---

[۱] کافروں اور بے دینوں سے تعلقات بڑھانے کا اصل مقصد اور محرک اپنا نفع ہوتا ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو فائدہ پہنچانا ہوتا ہے یہاں اسی محرک کی جڑ کاٹی جا رہی ہے کہ تم اپنے ان گھر والوں اور عزیزوں کی مدد کر رہے ہو جو خدا کی نافرمانی کر رہے ہیں تو یہ آخرت میں تم کو خدا سے ہرگز نہ بچا سکیں گے۔

فقہا اور عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ دنیا داری کے تعلقات کی بناء پر دینی معاملات میں رعایت دینا جائز نہیں (تھانوی)۔

آیت کا پیغام یہ ہے کہ (۱) مشرکین سے کسی خیر کی امید نہ رکھو ان کی تو بس ایک تمنا ہے کہ تم اسلام سے الگ ہو کر کافروں میں شامل ہو جاؤ۔ (۲) مگر یہ بات یاد رکھنا کہ ساری دوستیوں کے رشتے اور تعلقات بس اس دنیا تک ہیں۔ آخرت میں قوم، قبیلے، اولاد سب تم سے الگ ہو جائیں گے اور تمہارے کسی کام نہ آئیں گے۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

تم لوگوں کے لئے اِبراہیمؑ اور اُن کے ساتھ والوں میں بہت اَچھّی مِثال (یا) نمونۂ عمل ہے کہ اُنھوں نے اَپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا تھا کہ حقیقتاً ہم تم سے اور تمھارے اُن خداؤں سے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر پُوجا اور بَندگی کرتے ہو ’قطعاً الگ‘ بالکل بے تعلّق اور بیزار ہیں۔ ہم تمھارے منکر ہیں (یعنی) ہم تمھاری باتوں کا اِنکار کرتے ہیں۔ ہمارے اور تمھارے درمیان دُشمنی اور دلی نفرت ہمیشہ کے لئے (قائم اور ظاہر ہو چکی ہے۔ جب تک کہ تم ایک اللہ کو دِل سے نہیں مانتے (ہماری تمھاری یہ دشمنی ہمیشہ ہمیشہ رہے گی)[1] ہاں بس اِبراہیمؑ نے اَپنے باپ (مُراد چچا) سے اِتنا (ضرور) کہا تھا کہ: ”میں آپ

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذْ قَالُوا۟ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا۟ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةُ وَٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا۟

---

[1] حضرت علیؑ نے فرمایا اس آیت میں برءت سے مراد الگ ہونے کے ہیں۔ یہی بات امام جعفر صادقؑ نے فرمائی ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۷ بحوالہ کافی والتوحید)

غرض یہاں بتوں سے بے تعلق اور بیزار ہونے کا مطلب ان سے تبرا کرنا ہے۔

آیت کا پیغام یہ ہے کہ کافروں سے دشمنی رکھنے اور ان سے ترک تعلقات میں مسلمانوں کو حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرنی چاہیئے (جصاص)۔

لیکن حضرت ابراہیمؑ کی طرح غلط فہمی کی بنیاد پر بھی مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت نہ کرنا۔ (جصاص۔ مدارک۔ بقول ابن عباس۔ مجاہد قتادہ۔ مقاتل و ابن کثیر)

عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ اللہ کے لئے جو کافروں اور فاسقوں سے دشمنی ہوتی ہے وہ ان کی شفقت اور خیر خواہی کو ختم نہیں کرتی بخلاف ذاتی دشمنی کے (تھانوی)۔

آخر میں توکل کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ کافروں کے بائیکاٹ کرنے کی صورت میں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝۴

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

ممکن ہے مالی نقصان ہو ایسے موقعوں پر خدا پر بھروسہ کرو تو خدا اس نقصان کو پورا کردے گا۔

محققین نے نتیجے نکالے (۱) اسلام میں قومیت کی بنیاد پر محبت نہیں ہونی چاہیئے بلکہ ایمان کی بنیاد پر ایک دوسرے سے محبت کرنی چاہیئے (۲) اس آیت نے قیامت تک ظالموں، منافقوں، مشرکوں اور کافروں پر تبرا کرنے کا سبق دیا ہے۔ ایسے لوگ تبرا کرنے کے لائق ہیں۔

گردن تھی ازل سے ۔۔ شمشیر تبراء

(۳) سب باتوں میں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرو۔ مگر ان کا یہ قول جو تھا کہ "میں تمہارے لئے (مراد اپنے مشرک چچا کے لئے) استغفار کروں گا" اس میں ان کی پیروی مت کرو کیونکہ قرآن نے بتایا کہ "جب بعد میں حضرت ابراہیمؑ پر ثابت ہو گیا کہ وہ (آذر) اللہ کا دشمن ہے تو انہوں نے اس پر تبرا کیا" یعنی اس سے علیحدگی اور بیزاری کا اعلان فرمایا اور اس کے لئے دعائے مغفرت نہ کی (ملخص از ابن جریر و فصل الخطاب)

***

کے لئے ضرور خدا سے معافی کی درخواست کروں گا، حالانکہ میں اللہ کے ہاں، آپ کے لئے کچھ قدرت اور اختیار نہیں رکھتا۔" (تو ابراہیمؑ کا یہ قول اس اُمید پر تھا کہ اُن کا چچا شاید ایک خدا پر ایمان لے آئے گا اور وہ اللہ کا دُشمن نہیں ہے۔ لیکن جب اُن کو اُس کی خدا دشمنی معلوم ہو گئی، تو اُنھوں نے اُس سے محبّت کا تعلق توڑ لیا۔ غرض ابراہیمؑ کی دعا تو یہ تھی کہ) اَے ہمارے پالنے والے مالک! ہم نے تجھ پر ہی بھروسہ کر رکھا ہے، اور تیری ہی طرف ہماری لَو لگی رہتی ہے اور ہمیں تیری ہی طرف پلٹنا بھی ہے ۝۴ اَے ہمارے پالنے والے مالک! ہمیں حق کے منکروں کے لئے تختۂ مشق نہ بنا دینا (یعنی ایسا نہ ہو کہ

www.drhasanrizvi.org

وہ ہم پر غالب آجائیں اور پھر ہمیں ستائیں اور اِس طرح ہمارے صبر کا اِمتحان لیا جائے[1]) اور (اَے مالک) ہمیں اپنی رحمت سے ڈھک لے (یا) ہمارے گُناہ معاف کر دے۔ اَے ہمارے پالنے والے مالک! واقعاً تُو زبردست طاقت والا، غالب آنے والا، عِزّت والا اور اَپنے زور پر اَپنا حُکم نافذ کرنے والا اور گہری حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے ⑤ (غرض) تمھارے لئے اُن لوگوں میں بہت اَچّھا نمونۂ عمل موجود ہے (بلکہ ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دِن سے اَپنی اُمّیدیں باندھے رکھّے۔ اَب جو اِس (بہترین نمونۂ عمل) سے مُنہ کو موڑلے، تو (وہ

رَبَّنَا ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ
يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ۚ وَمَن يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ

---

[1] فتنہ کے معنی ذریعہ آزمائش کے ہیں جس کو ہم اردو میں تختہ مشق بنانا کہتے ہیں مطلب یہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم پر غالب آجائیں اور اس کامیابی کو ہمیں گمراہ کرنے اور مصیبتیں دے کر امتحان کا ذریعہ بنا دیں اور یہ کہیں کہ دیکھو اگر ہم حق پر نہ ہوتے تو ہمیں غلبہ کیوں حاصل ہوتا (ابن جریر)

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ نے فرمایا--- "پہلے آدم کی اولاد میں ہر ایماندار آدمی فقیر ہوتا تھا اور ہر کافر دولتمند۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ نے دعا فرمائی کہ "اے مالک ! تو ہمیں کافروں کا تختہ مشق (فتنہ) نہ بنا۔" اللہ نے یہ دعا قبول فرمائی اور مومنین میں سے کچھ کو مالدار بنا دیا اور کچھ کو محتاج رکھا۔ اسی طرح کافروں میں سے بھی کچھ کو مالدار اور کچھ کو محتاج رکھا (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۷ بحوالہ کافی)

غرض اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ اے خدا کہیں ایسا نہ ہو کہ کافر ہم کو ستانے اور مصیبتیں ڈالنے پر قادر ہو جائیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

ۚ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ⑥
عَسَى اللَّهُ أَن يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُم
مِّنْهُم مَّوَدَّةً ۚ وَاللَّهُ قَدِيرٌ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ⑦
لَّا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ

اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ) حقیقت
یہ ہے کہ اللہ کو کسی چیز کی کوئی ضرورت ہی
نہیں۔ اور وہ بہرصورت ہر تعریف کا حقدار ہے
(یعنی وہ تمھاری تعریفوں کے بغیر ہی ازخود لائق
تعریف ہے) ⑥ ع ع ۷ ۱

بہت ممکن ہے کہ اللہ تمھارے اور اُن
لوگوں کے درمیان محبّت ڈال دے جن سے آج
تمھاری دُشمنی ہے۔ (کیونکہ) اللہ بڑی قدرت
رکھتا ہے اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بھی ہے
اور بے حَد مسلسل رحم کرنے والا بھی[۱] ⑦
اللہ تمھیں اُن (کافر) لوگوں کے ساتھ نیکی اور
اِنصاف کے سلوک سے نہیں روکتا جنھوں نے
دین کے بارے میں تم سے جنگ نہیں کی[۲] اور

---

۱ مطلب یہ ہے کہ خدا مسلمانوں کے شدید دشمنوں میں سے کچھ کو ہدایت دے کر مسلمان بنا دے گا۔ فقہا نے لکھا کہ جو کافر اہل حرب میں سے نہ ہوں، بلکہ ذمی ہوں، ان کو صدقات میں سے دینا جائز ہے۔ (جصاص)

لیکن جن کافروں کا رویہ مسلمان یا اسلام دشمنی ہو، ان سے محبت کے تعلقات بڑھانا ٹھیک نہیں۔ لیکن اس معاملے میں بالکل مایوس ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خدا کا پیغام قبول کر لیں۔ یا کم سے کم صلح پر اتر آئیں۔ اس طرح اگر وہ ایمان لا کر اپنے برے کاموں سے توبہ کر لیں گے تو خدا ان کو معاف فرمائے گا اور تمھارے اور ان کے درمیان محبت کا رشتہ قائم کر دے گا۔ (فصل الخطاب)

***

۲ معلوم ہوا کہ ان کافروں سے اچھا سلوک ضروری ہے جو جنگ نہیں کرتے۔ ان پر رحم کرو۔ انصاف کرو اور تعلقات قائم رکھو۔ (جامع البیان جلد ۲۸ صفحہ ۶۴ از ابن جریر)۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَلَمْ يُخْرِجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا
إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝
إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ
وَأَخْرَجُوكُم مِّن دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ
أَن تَوَلَّوْهُمْ وَمَن يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ

تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا۔ (کیوں کہ حقیقتاً خدا انصاف کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے[1] ⑧ اللہ تو صرف اِس بات سے روکتا ہے کہ تم اُن لوگوں سے دوستی کرو جنھوں نے تم سے تمہارے دین کے بارے میں جنگ کی[a] اور تمھیں تمہارے گھروں تک سے نکال باہر کیا[b] اور تمہارے نکالنے میں ایک دُوسرے کی مدد کی۔ اَب جو لوگ بھی اُن سے دوستی رکھّیں گے[c] وہی ظالم قرار پائیں گے ⑨

اے لوگو جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مان کر ایمان لائے ہو! جب مُسلمان عورتیں تمہارے پاس ہجرت کر کے آئیں[d] تو (اُن کے مُسلمان ہونے کا پہلے) اِمتحان[2] لے لو۔

---

[1] روایت ہے کہ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ مشرکہ تھی۔ وہ اپنی بیٹی اسماء بنت ابو بکر کے پاس کچھ تحفے لے کر آئی۔ لیکن اس کی بیٹی اسماء نے انہیں قبول نہ کیا اور اسے اپنے گھر میں بھی داخل ہونے نہ دیا۔ اس پر یہ آیت اتری۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۸)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ ذمی اور صلح پسند کافروں سے صلح اور شفقت کا برتاؤ کرنا جائز ہے۔ اسی لئے عرفاء ایسے کافروں کے ساتھ نرمی برتتے ہیں تاکہ وہ اسلامی تعلیمات کی طرف راغب ہوں۔

***

[2] امتحان لینے کے معنی یہ ہیں کہ اپنے غالب گمان سے ان عورتوں کے حالات کی تحقیق کرو، تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ واقعتاً ایمان لائی ہیں یا صرف زبانی ایمان ہے، جس کا دل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۸)۔

غرض مشرکوں کی کوئی عورت اگر مسلمانوں سے آملے گی تو اس کا امتحان لیا

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۖ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۖ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ۖ وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوْا

(ویسے تو) اللہ اُن کے اِیمان کا حال خُوب اَچھی طرح سے جانتا ہے۔ جب تمھیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہ واقعی اِیماندار ہیں، تو اُنھیں کافروں کی طرف واپس نہ بھیجو۔ (کیونکہ اَب مسلمان ثابت ہو جانے کے بعد) وہ عورتیں نہ تو کافر مَردوں کے لئے حلال ہیں، اور نہ کافر مَرد اُن عورتوں کے لئے حلال ہیں۔ اُن کے کافر شوہروں نے جو مہر اُن عورتوں کو دئے تھے، وہ اُنھیں واپس کردو۔ اور تمھارے لئے اِس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اُن عورتوں سے نِکاح کر لو، (مگر) جب تم اُن کے مہر ادا کر چکو۔ اور تم خود بھی کافر عورتوں کو (اَپنے نکاح میں) روکے مت رکھو۔ (اِسلام میں عورتوں کے اِختیارات اور دینی

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

جائے گا کہ وہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ وہ مسلمانوں میں صرف اس لئے نہیں آئی ہے کہ وہ اپنے کافر شوہر کو پسند نہیں کرتی یا اس کی دشمن ہے۔ اور نہ اس لئے آئی ہے کہ کسی مسلمان سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ بلکہ صرف اسلام کی محبت میں یہاں آئی ہے اگر وہ عورت ایسی قسم کھا لے گی تو مسلمان مانی جائے گی۔ اس کے کافر شوہر کو اس کا مہر ادا کرنے کے بعد اور عدہ کی مدت پوری ہو جانے کے بعد کسی مسلمان سے جس کو وہ پسند کرے گی، اس کا نکاح کر دیا جائے گا (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۸ بحوالہ تفسیر قمی)

"عصمۃ" کے معنی ہیں کسی چیز کو روکے رکھنا۔ مطلب یہ ہے کہ ان کافر عورتوں کی رسیاں نہ تھامے رہو یعنی ان سے رغبت نہ رکھو اور ان کو اپنے پاس سے جانے دو جو اسلام لانا پسند نہیں کرتیں۔ (لغات قرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۳۱۷)۔

***

www.drhasanrizvi.org

معاملات میں زبردستی کے نہ ہونے کو ملاحظہ فرمائیں)
البتہ جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دے دئے
تھے، وہ اُن سے واپس لے لو[1] اور جو مہر کافروں
نے اپنی مسلمان بیویوں کو دئے تھے، وہ اُن سے
اُسے واپس مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حُکم ہے۔ وہی
تمھارے درمیان فیصلہ کرتا ہے (کیونکہ) اللہ ہر
چیز کا پُوری طرح جاننے والا بھی ہے اور دانائی
کے ساتھ بڑی گہری مصلحتوں اور حقیقتوں کی بُنیاد
پر بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ہے ⑩
اَب اگر تمھاری کافر بیویوں کے مہروں میں سے
کچھ تمھیں واپس نہ ملے اور پھر جب تمھارے مہر
دینے کی باری آئے[2] تو جن لوگوں کی بیویاں
کافروں کے پاس رہ گئی ہیں اُن کو اُتنی رقم ادا

بِمَآ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَآ اَنْفَقُوْا ۚ ذٰلِكُمْ
حُكْمُ اللّٰهِ ۚ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ⑩
وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ
فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ

---

[1] حکم دیا جا رہا ہے کہ کافر عورتوں سے ازدواجی تعلق قائم نہ رکھو (ابن جریر)۔ شیعہ فقہاء نے نتیجہ نکالا کہ یہودی عیسائی عورتوں سے نکاح دائمی جائز نہیں۔ وقتی نکاح یعنی متعہ جائز ہے۔ (فصل الخطاب)۔

***

[2] تمہاری باری آنے کا مطلب یہ ہے کہ غلبہ اور فتح تمہاری ہوئی تو تم نے انہیں اتنی سزا دی کہ مال غنیمت حاصل کر لیا۔ غرض مراد یہ ہے کہ جب مہر ادا کرنے کی تمہاری باری آئے تو مہر ادا کرو۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ صفحہ ۱۹۵) ***

[3] غرض اگر کافروں کی عورتیں تم سے آ ملیں جب کہ کافروں سے تمہارا کوئی معاہدہ بھی نہ ہو، تو جب تمہیں مال غنیمت ہاتھ آئے، تو ان کافروں کو اتنا مال دے دو، جتنا ان کافروں نے ان عورتوں پر خرچ کیا تھا (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۸ بحوالہ تفسیر قمی)

غرض اس آیت نے دشمنوں سے بھی عدل و انصاف کرنے کی تعلیم دی اور عورتوں پر رحم کرنے کی تعلیم دی۔ یہی شجاعت ہے اور خوف خدا کا تقاضا بھی۔ (فیوض القرآن)

***

www.drhasanrizvi.org

کر دو جو اُن کے دئے ہوئے مہروں کے برابر ہو (اور ان معاملات میں اُس) اللہ سے ڈرتے رہو جس کو تم دل سے (اپنا مالک) مانتے ہو ⑪

اے نبیؐ جب آپؐ کے پاس ایماندار مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں اور اِس بات کا وعدہ کریں کہ وہ(۱) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور چوری(۲) اور زنا کاری(۳) بھی نہ کریں گی، اور اپنی(۴) اولاد کو قتل بھی نہ کریں گی، اور (اپنے خاوند پر) اپنے(۵) ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی "بہتان" (یعنی) جھوٹ نہیں گھڑیں گی۔ (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اپنے شوہر کا بچہ نہیں بتائیں گی)[ا] اور اچھے(۶) کاموں میں آپؐ کی نافرمانی نہیں کریں گی، تو اُن سے بیعت

مَآ اَنْفَقُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ⑪
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ
عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا
يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ
يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ

ا بعض عورتیں گرے پڑے ناجائز بچوں کو اٹھا لیتی تھیں اور اپنے خاوند سے کہتی تھیں کہ یہ تمہاری اولاد ہے۔ گویا یہ ایسا بہتان تھا جو وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان باندھتی تھیں۔ کنائے اور اشارے کے طور پر وہ بچہ مراد ہے جو انہوں نے جھوٹ بول کر اپنے خاوند کے سر منڈھ دیا تھا۔ اس لئے کہ وہ پیٹ جس میں بچہ رہتا ہے دونوں ہاتھوں کے درمیان ہوتا ہے اور جس عضو سے عورت بچہ جنتی ہے وہ دونوں پیروں کے درمیان ہوتا ہے (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۸ بحوالہ الجوامع ابن جریر)

فقہا نے لکھا کہ اس آیت نے (۱) ان غالیوں کو رد کر دیا جو کسی پیشہ ور طوائف سے توبہ کر لینے کے بعد بھی نکاح کرنے کو جائز نہیں سمجھتے۔ (۲) آیت سے بیعت لینے کے اغراض و مقاصد بھی معلوم ہو گئے (۳) ایسی بیعت باطل قرار پا گئی جس پر عمل کرنے کا ارادہ ہی نہ ہو۔ (۴) شیخ پر مرید کا یہ حق ہے کہ شیخ اس کے لئے دعا کرے۔ (تھانوی)

***

www.drhasanrizvi.org

فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

لے لیجئے۔ اور اُن کے لئے اللہ سے اُن کے گناہوں کی معافی بھی مانگئے۔ (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ بہت معاف کرنے والا، اپنی رحمت سے ڈھک لینے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ﴿۱۲﴾

اَے لوگو جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مان کر اِیمان لائے ہو! اُن لوگوں کو اَپنا دوست نہ بناؤ جن پر اللہ نے غُصّہ فرمایا ہے[1]، جو آخرت کے آنے سے اُسی طرح مایُوس اور نااُمّید ہیں جیسے کافر قبروںؑ میں گڑے ہوئے مُردوں (کے زندہ ہونے) سے مایُوس اور نااُمّید ہو چکے ہیں[2] ﴿۱۳﴾ ع

ع ۲ / ۷ / ۸

---

[1] ان لوگوں سے مراد جن پر خدا غضبناک ہوا ہے، عام کفار ہیں، لیکن ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، جو یہودیوں کے ساتھ اس نیت سے دوستی رکھتے تھے کہ انہیں ان کے باغوں سے کچھ میوے مل جایا کریں۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۹)

***

[2] آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ملحدین اور آخرت کے منکرین مردوں کے بارے میں بالکل ناامید ہو چکے ہیں اور ان کو فانی سمجھتے ہیں، اسی طرح یہودی بھی آخرت کے عقیدے سے عملاً اپنا رشتہ توڑ چکے ہیں۔ اسی لئے وہ مغضوب ہیں یعنی خدا ان سے ناراض ہے (تفسیر روح المعانی و معالم)

***

www.drhasanrizvi.org

آیات ۱۴ سورۃ الصف مدنی رکوعات ۲

(صف باندھ کر جہاد کرنے کے ذکر کرنے والا سورہ[1])

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○
جو چیز بھی آسمان میں ہے اور زمین میں
ہے، اُس نے اللہ کی تسبیح کی[2] (یعنی) اللہ کی
پاکی، بے عیب ہونے اور اِنتہائی باکمال ہونے
کی گواہی دی، (اَپنے قول سے بھی اور اَپنی
حالت سے بھی) (کیونکہ) خدا ہی ہر چیز پر غالب،
زبردست قوّت والا، بزور اپنا حُکم نافذ کرنے
والا بھی ہے اور دانائی اور گہری مصلحتوں کے
مطابق بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی ①

اٰیاتُہا (۶۱) سُوْرَۃُ الصَّفِّ مَدَنِیَّۃٌ رُکُوْعَاتُہَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○
سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①

---

[1] اس سورے کی شان نزول یہ ہے کہ کچھ مسلمانوں نے رسول خداؐ سے کہا کہ ہمیں بتائیں کہ خدا کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟۔ اس پر اللہ نے فرمایا "خدا کو یہ عمل پسند ہے کہ خدا کی راہ میں صف باندھ کر لڑا جائے جیسے سیسہ پلائی دیوار ہوتی ہے مگر مسلمان وقت پڑنے پر احد کے میدان سے بھاگ نکلے۔ جس پر خدا نے فرمایا۔ "تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں"۔ (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۹)۔

***

[2] ہر چیز کا اللہ کی تسبیح کرنا تو یقیناً ماضی حال اور مستقبل میں تقسیم ہوتا ہے لیکن جس خدا کی تسبیح کی جاتی ہے اس کے لئے ماضی حال مستقبل میں کوئی فرق نہیں۔ کیونکہ خدا زمانے کے قیود سے بلند و بالا ہے اس لئے خدا کی صفات کے بیان کرنے میں یا اس کی تعریف کرنے میں، ماضی، حال، مستقبل ہمارے لحاظ سے ہوتا ہے خدا کے لحاظ سے نہیں (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

اَے وہ لوگو جو اللہ اور رسولؐ کو دل سے مان کر اُن پر اِیمان لائے ہو ! تم اَیسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو ؟ ② اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی ناراضگی کی بات ہے (یا) یہ سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کہ تم وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے[1] ③ اللہ تو اُن لوگوں سے محبّت کرتا ہے جو اللہ کی راہ میں صفیں باندھ باندھ کر (یا) پَرے جَما جَما کر جنگ کرتے ہیں، جَیسے کہ وہ سِیسہ پلائی ہوئی دِیوار ہوں[2] ④ (اِس کے برعکس) موسیٰؑ کی وہ بات یاد کرو کہ جب موسیٰؑ نے اَپنی قوم سے کہا: "اَے میری قوم والو ! مجھے کیوں تکلیفیں دیتے ہو۔ حالانکہ تم خوب جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ②
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③
اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا
كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ

---

[1] اسلام ہر مسلمان کو مجاہد، پکے اور سچے کردار کا انسان بنانا چاہتا ہے جس میں نفاق کا نام و نشان بھی نہ ہو ۔ اسی لئے اسلام قول و عمل میں مطابقت رکھنے کا حکم دیتا ہے۔ مقصد یہ ہے ہر واعظ اور دین کی طرف بلانے والے کو خود بھی باعمل ہونا چاہیئے۔

اس آیت میں منافقوں سے خاص طور پر خطاب کیا گیا ہے جو مسلمانوں سے ساتھ دینے کے خوب خوب وعدے کرتے ہیں لیکن وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں (ابن جریر)

***

[2] اس آیت میں ثبات قدم کی تعریف کی جارہی ہے صرف یہ نہیں کہ پرے جما کر لڑنے والوں کی تعریف کی گئی ہے کہ اگر پرے جما کر نہ لڑے تو اس تعریف کے مستحق نہ ہوں گے۔ اصل میں تعریف شجاعت اور ثبات قدم کی ہے۔

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہے اس کے علاوہ اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ سب مجاہد متحد اور ایک دل ہو کر جہاد کریں (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

تَعۡلَمُوۡنَ اَنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ ؕ فَلَمَّا زَاغُوۡۤا اَزَاغَ
اللّٰہُ قُلُوۡبَہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ۝
وَ اِذۡ قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ یٰبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اِنِّیۡ
رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیَّ مِنَ
التَّوۡرٰىۃِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ یَّاۡتِیۡ مِنۡۢ بَعۡدِی
اسۡمُہٗۤ اَحۡمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ قَالُوۡا ہٰذَا

اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا رسولؑ ہوں ؟ مگر
جب وہ ٹیڑھے ہوئے، تو اللہ نے بھی اُن کے
دل ٹیڑھے ہونے دیئے (کیونکہ) اللہ ایسے بدکار،
بَدمعاش اور بَداعمال لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا
(یعنی) منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا[1] ۵
(اِسی طرح) جب مریمؑ کے بیٹے عیسیٰؑ نے کہا:
"اَے بَنی اِسرائیل! مَیں تمھاری طرف اللہ کا
بھیجا ہوا رسولؑ ہوں۔ تصدیق کرنے والا ہوں
اُس توراۃ کی جو مجھ سے پہلے آئی تھی۔ مَیں
تمھیں ایک پیغمبرؐ (کے آنے) کی خوش خبری
دیتا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، جس کا نام
'احمدؐ' ہوگا۔"
مگر جب وہی (رسولؐ) اُن کے پاس کھُلی

---

[1] محققین نے آیت سے نتیجہ نکالا کہ انسان جب اپنے ارادہ اور اختیار سے کوئی غلط کام کرتا ہے اور غلط راستے پر چلتا ہے اور چلتا ہی چلا جاتا ہے تو خدا کا ارادہ بھی یہ ہو جاتا ہے کہ اس کو اس کی راہ پر چھوڑ دیا جائے۔ پھر اس کی غلط روی میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ جو لوگ جان بوجھ کر غلط راستے پر چلنے پر مصر ہیں اور غور و فکر کرنے پر تیار ہی نہیں تو خدا بھی اپنی ہدایتوں اور توفیقات سے ان کو محروم کر دیتا ہے (ماجدی)

غرض آیت میں جو دلوں کے ٹیڑھا ہونے کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہے تو اس سے پہلے یہ کہا گیا کہ "جب وہ خود ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے بھی ان کے دل ٹیڑھے ہونے دیئے" بتایا گیا کہ پہلے وہ راستے سے ہٹے تو خدا نے سزا کے طور پر ان کو ٹیڑھا ہونے دیا یعنی بطور سزا ان کی توفیقات سلب کر لیں۔ (ابن جریر از جامع البیان)

***

ہوئی واضح اور روشن دلیلیں، حقیقتیں، معجزے
اور نشانیاں لے کر آئے تو اُنھوں نے کہہ دیا
کہ یہ تو کُھلا ہوا جادُو (یعنی) صریح دھوکا ہے[1] ۶
بھلا اُس شخص سے زیادہ کون بڑا ظالم ہو گا
جو اللہ پر جھوٹے اِلزامات لگائے (یعنی اللہ کے
بھیجے ہوئے نبیؑ کو جھوٹا دعویدار سمجھے اور خدا کے
کلام کو نبیؐ کا اپنا گھڑا ہوا کلام قرار دے) جبکہ
اُس کو اِسلام (یعنی) اللہ کے آگے سرِ تسلیم و
اِطاعت جھکا دینے کے لئے بُلایا جا رہا ہو؟ اللہ
ایسے ظالم لوگوں کو ہدایت کی توفیق نہیں دیا
کرتا (یا) اللہ ایسے ظالموں کو منزلِ مقصود تک
نہیں پہنچاتا ۷ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور
(مُراد دین، ہدایت اور اس کا ذریعہ رسولؐ اور

بِسِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۶
وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الۡكَذِبَ وَهُوَ
يُدۡعٰٓى اِلَى الۡاِسۡلَامِ‌ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ
الظّٰلِمِيۡنَ ۷

---

[1] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے حضرت عیسیٰؑ کو ہمارے نبی کریمؐ کے ظہور کی بشارت دی تو ان کا تعارف اس طرح کرایا "سرخ اونٹ والے - چاند سے چہرے والے - عورتوں سے بہت نکاح کرنے والے -" (تفسیر صافی صفحہ ۴۹۹ بحوالہ العوالی)

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "اللہ نے جب حضرت عیسیٰؑ کو بھیجا تو انہوں نے کہا کہ میرے بعد نبی آئے گا جس کا نام احمد ہوگا - وہ اولاد اسماعیل سے ہوگا - اور میری بھی تصدیق کرے گا اور تمہاری بھی" (الکافی)

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ بے شمار نبیوں نے ہمارے رسولؐ کی بشارت دی اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی یہ بشارت دی۔ خدا نے فرمایا کہ یہودی اور عیسائی حضورؐ کا نام اور صفات اپنی کتابوں یعنی تورات اور انجیل میں پاتے ہیں کہ وہ ایسا نبی ہوگا جو لوگوں کو نیکی کی ترغیب دے گا اور برائیوں سے روکے گا نیز خدا نے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اُس کا جانشین اِمامؑ) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پوری پوری طرح پھیلا کر رہے گا، چاہے کافروں (حق کے منکروں) کو یہ بات کتنی ہی ناپسند اور ناگوار ہو ⑧ وہی خدا تو ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اُسے ہر دین پر غالب کرے۔ چاہے مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار کیوں نہ ہو ⑨ ع ٭

ع ۹ ۹

اَے لوگو جو اَبدی حقیقتوں کو مانتے ہو! کیا مَیں تمھیں وہ تجارتؔ بتا دوں کہ جو تمھیں سخت تکلیف دینے والی سزا سے بچالے؟ ⑩ (تو وہ یہ ہے کہ) تم(۱) اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مانو۔ اور اللہ(۲) کی راہ میں اپنے

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ⑧

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ⑨ ع

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ⑩

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

یہ بھی فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا" میں ایک رسولؐ کی بشارت دینے والا ہوں۔ جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمدؐ ہو گا"۔ (الکافی)

***

٭ آیت نمبر ۹ کی تفسیر صفحہ ۲۰۵۹ پر دیکھیں۔

***

ۓ کیونکہ کفار رسولؐ کو جادوگر کہتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ قرآن خدا کا کلام نہیں ہے اس نے خود (معاذاللہ) اپنے جادو کے زور پر گھڑ لیا ہے اور کہتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ بس رسولؐ کا یہ کہنا کہ قرآن خدا کا کلام ہے کافروں کے نزدیک خدا پر جھوٹ باندھنا ہے (ابن جریر)۔

ۓ کیونکہ مخاطب اول قریش ایک زبردست تجارت پیشہ قوم تھی اس لئے بھی خدا نے تجارتی۔ معاشی کاروباری اصطلاحیں مثلاً خرید و فروخت مال نفع نقصان۔ قرض۔ قرض حسنہ۔ سود وغیرہ کے الفاظ بہت استعمال فرمائے ہیں۔ تاکہ وہ آسانی سے اصل مقصد کو سمجھ سکیں (ماجدی)۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ⑪

یَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَیُدْخِلْکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ
ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ⑫

وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ

مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو (یعنی) دینِ
خدا کو پھیلانے اور اچھّے کاموں کے لئے بھرپُور
کوششیں کرو۔ یہ بات تمھارے لئے بہت ہی
اچھّی ہے، اگر تم جان لو ⑪ (اِس طرح) اللہ تمھارے
گناہوں کو بھی معاف کر دے گا۔ اور تمھیں جنّت
کے اُن گھنے سرسبز و شاداب باغوں میں داخل
کرے گا جن کے نیچے سے نہریں رَواں دَواں ہیں
اور مزید یہ کہ اُس ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے
گھنے سرسبز و شاداب باغوں میں پاک وپاکیزہ،
بہترین اور خُوبصورت مکانات عطا فرمائے گا۔
یہی سب سے بڑی اور بھرپُور کامیابی ہے ⑫
اور وہ دُوسری بات جو تم چاہتے ہو، وہ بھی
تمھیں عطا کرے گا (یعنی) اللہ کی طرف کی مدد

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

محققین نے اس آیت سے نتیجہ نکالا کہ خدا کو تجارت کرنا پسند ہے کیونکہ خدا نے آخرت کے لئے کام کرنے جیسے بلند مقصد کو تجارت کے حوالے سے بیان فرمایا ہے۔ (فصل الخطاب)

***

۲؎ پچھلی آیت میں خدا کا فرمانا "اے لوگو جو ابدی حقیقتوں کو مانتے ہو تو یہاں پر ایمان سے مراد ایمان کا زبانی اقرار کرنا ہے اور اس آیت میں جس ایمان کا مطالبہ کیا گیا ہے وہ حقیقی اور قلبی ایمان ہے جو دل کی گہرائیوں سے ابلتا ہے اور عمل سے ظاہر ہوتا ہے اور ایمان کا سب سے بڑا عملی تقاضا جہاد ہے غرض اس آیت میں جو ایمان لانے کا حکم ہے اس سے قلبی حقیقی ایمان مراد ہے

***

www.drhasanrizvi.org

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى
اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ
طَّآئِفَةٌ مِّنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَكَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ
فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا
ع ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

اور جلد حاصل ہو جانے والی فتح۔ اَے نبیؐ! اِیمان لانے والوں کو (اِن باتوں کی) خوشخبری سُنا دیجئے (۱۳)

اَے لوگو جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مانتے ہو! اللہ کے مددگار بنو۔ جس طرح کہ عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ نے اَپنے حواریوں (ساتھیوں) سے پُوچھا تھا کہ: "اللہ کی طرف بُلانے میں میرا مددگار کون ہے؟" حواریوں نے جواب دیا کہ "ہم اللہ کے مددگار ہیں۔" اُس وقت بنی اِسرائیل کا ایک گروہ تو اِیمان لایا' اور ایک گروہ نے کُفر و اِنکار کی راہ اختیار کی۔ تو ہم نے اِیمان لانے والوں کی' اُن کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی (نتیجتاً) وہی غالب آئے ع (۱۴)

۲ ع ۵ ۱۰

(تفسیر آیت نمبر ۹ از صفحہ ۲۰۵۷)

اسلام کا ہر دین پر غالب آنا امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد ہی ممکن ہوگا۔ اس لئے کہ آج تک دنیا میں اسلام تمام ادیان پر غالب نہیں آیا۔ یہ آیت ان آیتوں میں سے ہے جن کی تفسیر بعد میں ظاہر ہوگی۔ (تفسیر قمی جلد ۲ صفحہ ۳۶۶ مطبوعہ نجف)

بہرحال کیوں کہ دین اسلام خدا کا بھیجا ہوا دین ہے اس لئے منطقی طور پر بھی اس دین کو ایک نہ ایک دن ضرور غالب آنا چاہیئے۔ انسانیت جب اس قابل ہو جائے گی کہ حقائق کو سمجھ سکے تو وہ دین اسلام کو سمجھنا اپنے لئے سعادت سمجھے گی۔ بقول ڈاکٹر اقبال۔

مجذوب فرنگی نے بہ انداز فرنگی
مہدیؑ کے تصور سے کیا زندہ وطن کو

اے تو کہ ہے مہدیؑ کے تصور ہی سے بیزار
نومید نہ کر آہوئے مشکیں سے ختن کو

***

www.drhasanrizvi.org

آیاتہا ۱۱ سورہ جمعہ مدنی رکوعاتہا ۲

(جمعہ اور نماز جمعہ کے ذکر والا سورہ[۱])

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ چیز جو زمین میں ہے، اللہ کی تسبیح کر رہی ہے (یعنی) اللہ کی پاکیزگی اور انتہائی باکمال ہونے کی گواہی دے رہی ہے، جو (پوری کائنات کی سلطنت کا) مالک ہے، اور ہر عیب اور ہر نقص سے پاک ہے، زبردست طاقت، غلبہ اور عزت والا ہے (یعنی) اپنے زور کے بل پر اپنا حکم نافذ کرنے والا ہے اور گہری مصلحتوں

أیاتہا (۶۲) سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ مَدَنِيَّةٌ رکوعاتہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝۱

[۱] امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "جمعہ کے دن کا نام اس لئے جمعہ رکھا گیا کہ اللہ نے اس دن ساری مخلوق کو جمع کر کے جناب رسول خداؐ کی رسالت اور حضرت علیؑ کی وصایت کا عہد لیا تھا۔ نیز ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ۳۵ نمازیں واجب کی گئی ہیں ۔ اس میں سے ایک نماز کا باجماعت پڑھنا واجب ہے اور وہ جمعہ کی نماز ہے۔ نماز جمعہ ۹ قسم کے آدمیوں پر معاف ہے (۱) نابالغ (۲) بہت بوڑھا (۳) دیوانہ (۴) مسافر (۵) غلام (۶) عورت (۷) بیمار (۸) اندھا اور (۹) وہ جو نماز کی جگہ سے ۶ میل شرعی سے زیادہ دور رہتا ہو۔ (الکافی)

البتہ فقہ جعفری کے فقہاء کے نزدیک نماز جمعہ کے واجب ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ نماز جمعہ کو امام وقتؑ برپا کریں یا ان کا مقرر کیا ہوا نائب امامت کرے۔ اس لئے غیبت کے زمانے میں نماز جمعہ واجب نہیں۔

لیکن دنیوی اعتبار سے نماز جمعہ امت

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اور حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے ①

وہی ہے جس نے اُمیّوں (یعنی مکّے کے رہنے والوں) میں ایک رسولؐ بھیجا (یا) مکیّوں میں ایک رسولؐ اُنھیں میں سے اُٹھایا، جو اُنھیں خدا کی آیتیں سُناتا ہے، اُن کی زندگی کو ہر طرح سے بناتا اور سنوارتا ہے، اور اُنھیں کتاب (قرآن) اور حِکمت (یعنی) گہری حقیقتوں اور دانائی کی باتوں کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اُس سے پہلے کُھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے ②

اور (وہ رسولؐ) دُوسرے اُن لوگوں کے لئے بھی ہے جو ابھی اُن سے نہیں ملے ہیں (یعنی جو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں)۔ (اور ایسے رسولؐ کا بھیجنا اُس

هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ ②

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

کی شان و شوکت ہے اور آخرت کے اعتبار سے اس کا نفع دنیا کی ہر چیز سے کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ حدیث رسولؐ کے مطابق غرباء کے لئے نماز جمعہ کا ثواب حج کے برابر ہے۔ اور سورہ جمعہ سے کاروبار کرنے کی فضیلت بھی ثابت ہے اور خدا پر بھروسہ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ کے تمام ساتھی مثالی کردار کے مالک نہ تھے کہ رسولؐ کو خطبہ دیتے ہوئے چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

***

www.drhasanrizvi.org

وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ
الْحَكِيْمُ ۳
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو
الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۴
مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا
كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۭ بِئْسَ مَثَلُ

خدا کی مہربانی ہے) جو زبردست طاقت والا، عِزّت والا، ہر چیز پر غالب آنے والا، اور گہری حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے (۳) یہ (یعنی ایسے عظیم رسولؐ کا بھیجا جانا) اللہ کا فضل و کرم ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے (کیونکہ) وہ بڑے فضل و کرم والا ہے (۴)

جن لوگوں پر توریت کے اُٹھانے کی ذمّہ داری کا بوجھ ڈالا گیا تھا (یعنی جن لوگوں کو توریت کی تعلیم دینے اور اس پر عمل کرنے کا ذمّہ دار بنایا گیا تھا) مگر وہ اُسے اُٹھا نہ سکے (یعنی توریت کی تعلیمات پر عمل نہ کرسکے۔ اِس لئے) اُن کی مثال اُس گدھے کی سی ہے[1] جس پر

[1] یہودی علماء جو حق بات کو سنجیدگی سے سمجھنے اور سننے کی کوشش ہی نہیں کرتے ان کو ایسے گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر وہ نہ تو کتابوں کو پڑھ سکتا ہو اور نہ سمجھ سکتا ہو اس طرح وہ لوگ توراۃ کو نہ پڑھتے ہیں، اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اس لئے ان کی نافہمی کو گدھے کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے اور یہ عرب میں مشہور ضرب المثل تھی جہالت اور حماقت کے اظہار کے لئے۔ یہاں ظالموں سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین خدا سے دشمنی رکھتے ہیں اور اس دشمنی کی وجہ سے دین کے دلائل پر کبھی سنجیدگی سے غور ہی نہیں کرتے۔ ان کو بتایا جا رہا ہے کہ جب تک وہ حق سے اپنی دشمنی ترک نہ کریں گے انہیں خدا کی طرف سے ہدایت کی توفیق نصیب نہ ہو گی۔ (تفسیر کبیر)۔

***

www.drhasanrizvi.org

الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

بہت سی کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ اِس سے
بھی بُری مِثال اُن لوگوں کی ہے جنھوں نے
اللہ کی باتوں، دلیلوں، نشانیوں اور آیتوں
کو جُھٹلا دیا ہے۔ اَیسے ظالموں کو اللہ ہدایت دے
کر منزلِ مقصود تک نہیں پہنچایا کرتا۔ (معلوم ہوا
کہ خدا کے ہدایت دینے کا دارومدار خود ہمارے
اَپنے طرزِ عمل پر موقوف ہوتا ہے) ۵
اُن سے کہو: "اَے لوگو جو یہودی بن گئے
ہو! اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تمام لوگوں کو چھوڑ کر
فقط تم ہی اللہ کے چہیتے اور پَسندیدہ دوست
ہو، تو مَوت کی تمنّا کر کے دِکھاؤ، اگر تم سچّے
ہو ۶ لیکن یہ لوگ ہرگز مَوت کی تمنّا نہیں
کریں گے، اَپنے اُن (بُرے) کاموں کی وجہ [1]

[1] موت کی تمنا کرنے سے مراد وہ تمنا نہیں ہے جو زندگی کے مسائل سے گھبرا کر خودکشی کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے بلکہ ایسی موت کی تمنا ہے جو شوق جنت اور خدا سے ملاقات کی خوشی کی وجہ سے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ مومن کی نشانیوں میں سے یہ بھی ایک ہے کہ وہ موت کی ایسی آرزو کرتا ہے جو صرف عقلی ہوتی ہے اس کے نتیجے میں خودکشی نہیں کرتا۔ (صرف موت کا خوشی سے انتظار کرتا ہے) (تھانوی)۔

نشانی مرد مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست
(اقبال)

(یعنی میں تجھے مردمومن کی نشانی بتاتا ہوں کہ جب اس کو موت آتی ہے تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہوتی ہے)

یہودیوں سے کہا جا رہا ہے کہ تم یہ دعویٰ کرتے ہو کہ خدا صرف تم سے محبت کرتا ہے تو پھر خدا سے ملاقات کی تمنا کیوں نہیں کرتے تم دنیا کی محبت میں اتنا جکڑے ہوئے ہو اور اتنے گناہ کر چکے ہو کہ کبھی موت کی تمنا نہیں کرسکتے۔

***

www.drhasanrizvi.org

سے جو وہ پہلے کرتے رہے ہیں۔ اور اللہ ظالموں (کی حقیقت اور ذہنیّت) کو خُوب اچھّی طرح سے جانتا ہے[1] ⑦ اُن سے کہئے کہ یہ مَوت جس سے تم بھاگتے ہو، وہ تو بہرحال تم تک پہنچ کر ہی رہے گی۔ پھر تم اُس ذات کی طرف پلٹائے جاؤ گے جو ہَر دیکھی اور اَن دیکھی، ظاہری اور چھُپی ہوئی، تمام باتوں کا خُوب جاننے والا ہے۔ تو وہ تمھیں وہ سَب کچھ بتائے گا جو تم (دُنیا میں) کیا کرتے تھے[2] ⑧ ع

ع ۸ ا

اَے لوگو جو خدا اور رسولؐ کو دل سے مانتے ہو! جب تمھیں جمعہ کے دن والی نماز کے لئے پُکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ⑦

قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑧ ع

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ

---

[1] یہودیوں کا دعویٰ تھا کہ "ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے چہیتے بھی"۔ تو اب ان سے کہا جا رہا ہے کہ پھر تم موت سے کیوں ڈرتے ہو؟۔ موت تو خدا سے ملاقات کا نام ہے اور محبوب کی ملاقات تو محبت کا حاصل ہے پھر تم موت سے کیوں ڈرتے ہو۔ وہاں خدا کے پاس جاکر تو ہر قسم کی تکلیف سے آزاد ہو جاؤ گے۔ لیکن یہودی تو مشرکوں سے بھی کہیں زیادہ دنیا کی زندگی پر جان چھڑکتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی آرزو ہے کہ ہزار ہزار سال جئے۔ اب اگر مسلمانوں میں بھی یہی بات پیدا ہو جائے تو ان آیتوں کا اطلاق مسلمانوں پر بھی ہوتا (فصل الخطاب)

***

[2] موت سے گرانی فطری بات ہے لیکن مومن اس طبعی ناگواری کے باوجود عقلی اور ایمانی طور پر موت کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ اپنی رمضان کی دعا میں فرماتے ہیں۔ "اے اللہ ہمیں اپنی راہ میں قتل ہونے کی سعادت عطا فرما" (مفاتیح الجنان)

***

www.drhasanrizvi.org

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ
خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٩﴾
فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْأَرْضِ
وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿١٠﴾
وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْا إِلَيْهَا وَ
تَرَكُوْكَ قَائِمًا ۚ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ
اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۚ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١﴾ ع ۲ ۱۲

دَوڑ پڑو[1] اور خریدنا، بیچنا چھوڑ دو۔ اگر تم جان لو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے ⑨ پھر جب نماز ختم ہو جائے، تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کا فضل و کرم (مُراد روزی یا کوئی نیک کام) تلاش کرو۔ اور اللہ کو بہت یاد رکھو۔ تاکہ تم دین اور دُنیا کی بھرپُور حقیقی کامیابی اور ہَر طرح کی بھلائی اور بہتری حاصل کرو ⑩ (مگر) جب اُنھوں نے تجارت اور کھیل تماشا ہوتے دیکھا تو اُس کی طرف دَوڑ پڑے اور آپؐ کو (منبر پر) کھڑا چھوڑ دیا۔ اُن سے کہئے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے، وہ اِس باجے گاجے، کھیل تماشے اور تجارت سے کہیں بہتر ہے۔ اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے ⑪ ع ۲ ۱۲

---

[1] "سعی" کے لفظی معنی دوڑنے کے ہیں یہاں خطبہ جمعہ کے سننے کے لئے دوڑنا مراد ہے۔ اس سے جمعے کے خطبہ اور نماز کے لئے تیاری کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کام انجام دو (راغب۔ معالم۔ ابن کثیر)
مقصد یہ ہے کہ ادھر جمعہ کی نماز کے لئے اذان بلند ہو ادھر ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ جس حال میں بھی ہو جس کام میں بھی مصروف ہو اسے چھوڑ کر مسجد کا رخ کرے جیسے سپاہی بگل سنتے ہی حاضر ہو جاتے ہیں
البتہ فقہ جعفری میں اکثر فقہا کے نزدیک نماز جمعہ کو برپا کرنے کا حق صرف امامؑ وقت یا اس کے معین کئے ہوئے جانشین کو ہوتا ہے۔ اس لئے امامؑ کی غیبت میں اکثر علماء کے نزدیک نماز جمعہ واجب نہیں۔

***

www.drhasanrizvi.org

آیات ۱۱ سورۂ منافقون مدنی رکوعات ۲

(منافقوں کے حالات بیان کرنیوالا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنیوالا ہے

جب منافق تمھارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ: "ہم گواہی دیتے ہیں کہ حقیقتاً آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔" اور اللہ خُوب جانتا ہے کہ آپؐ واقعاً اُس کے بھیجے ہوئے رسولؐ ہیں۔ مگر اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ مُنافق بالکل جھُوٹے ہیں[۱] (۱)

اُنھوں نے اَپنی قسموں کو اَپنے لئے ڈھال بنا رکھا ہے (یعنی) اَپنے بچنے کا سامان بنا رکھا ہے۔ اور اِسی طرح یہ اللہ کے راستے سے خود

اٰیاتہا ۱۱ (۶۳) سُوْرَۃُ الْمُنٰفِقُوْنَ مَدَنِیَّۃٌ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ (۱)

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ

---

[۱] حضرت امام محمد باقرؑ سے طاؤس یمانی نے پوچھا کہ وہ کون سی قوم ہے کہ جس نے جو گواہی دی وہ تو سچی تھی مگر خدا نے ان کو پھر بھی جھوٹا فرمایا؟ امامؑ نے فرمایا "وہ منافقین ہیں جب کہ انہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں" (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۱ بحوالہ احتجاج طبرسی)

یاد رہے کہ جھوٹ کا تعلق یہاں خبر سے نہیں بلکہ خبر دینے والے سے ہے۔ جو بات یا جو گواہی منافق دے رہے ہیں وہ تو بالکل سچ ہے، مگر کہنے والے منافق، اس کو سچ سمجھ کر دل سے نہیں کہہ رہے ہیں۔ یا یہ کہ وہ صرف زبان سے کہہ رہے ہیں، دل سے نہیں۔

محققین نے نتیجہ نکالا کہ گواہی وہ معتبر ہے کہ جب گواہی دینے والا اپنی گواہی کو دل میں سچا سمجھے۔

***

اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝٢
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝٣
وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ۭ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ

بھی رُکے رہتے ہیں اور دُوسروں کو بھی روکے رکھتے ہیں۔ حقیقتاً بہت ہی بُری حرکتیں ہیں جو یہ لوگ کر رہے ہیں[1] ⑦ یہ سَب کچھ اِس لئے ہے کہ وہ (پہلے) مُسلمان ہوئے۔ پھر کافر ہوگئے (یعنی) پھر خدا و رسولؐ کا اِنکار کر دیا۔ پس (اِس لئے) اُن کے دلوں پر مُہر لگا دی گئی۔ اَب یہ کچھ نہیں سمجھ سکتے[2] ③ جَب آپؐ اُنھیں دیکھئے گا تو اُن کی جسمانی شکلیں اور صُورتیں آپؐ کو بہت ہی خُوبصورت اور شاندار دکھائی دیں گی اور جب وہ بات کریں گے تو آپؐ اُن کی باتیں سُنتے ہی رہ جائیں گے (یا) آپؐ کو اُن کی باتیں سُننے کے قابل محسوس ہوں گی۔ مگر (اندر سے یہ لوگ اَیسے ہیں) جیسے لکڑی کے ٹکڑے" جو دیوار

[1] مطلب یہ ہے کہ دیکھو تو سہی کہ یہ لوگ کیسے برے کام کر رہے ہیں۔ اس میں تعجب بھی ہے اور بات کی اہمیت بھی بتانا مقصود ہے۔ (مدارک)۔

***

[2] یعنی پہلے انہوں نے مومنین کے سامنے اپنے ایمان کا اظہار کیا۔ پھر اپنے خاص دوستوں کی محفل میں بیٹھ کر کفر کی باتیں کیں۔ اسی لئے یہ لوگ پہلے ایمان لائے اور پھر کافر ہوگئے (مدارک)۔

مطلب یہ ہے کہ منافقوں کو جھوٹی قسمیں کھانے کے بعد یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ اب انہیں کوئی نقصان نہ پہنچے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس طرح وہ اپنی نجات کے راستے سے اور دور ہو جاتے ہیں۔

مفسرین نے لکھا کہ آیت کے اترنے کا سبب یہ ہوا کہ عبداللہ ابن ابی نے رسولؐ کو معاذاللہ "ذلیل آدمی" کہا تھا۔ اب اس سے کہا گیا کہ رسولؐ سے جاکر معافی مانگ لے تو اس نے کہا" تم لوگوں نے کہا اسلام

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

کے ساتھ لگا کر رکھ دئے گئے ہوں (یعنی بے حِس اور بے عقل)۔ (نیز یہ کہ یہ لوگ) ہر زور دار آواز کو اَپنے خلاف سمجھتے ہیں۔ یہ (تمھارے) پکّے دُشمن ہیں۔ اِن سے بچ کر رہئے گا۔ اِن پر اللہ کی مار ہو (یا) اللہ اِنھیں غارت کرے۔ یہ کِدھر بھٹکتے پھر رہے ہیں ۝۴

اور جب اِن سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تاکہ اللہ کا رسولؐ تمھارے لئے گناہوں کی معافی کی دعا کرے، تو وہ اَپنے سَر (تکبّر سے) جھٹک کر گھُما لیتے ہیں۔ پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ بڑے تکبّر کے ساتھ (تمھارے پاس) آنے سے رُک جاتے ہیں ۝۵ (تو اَے نبیؐ) اَب برابر ہے، چاہے آپؐ اِن کے لئے اِن کے گنُاہوں کی معافی کی دُعا[1]

كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ قَاتَلَهُمُ
اللَّهُ ۖ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٤﴾
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا
رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿٥﴾
سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

لے آؤ۔ میں اسلام لے آیا۔ پھر تم نے کہا زکوۃ دیا کرو۔ میں زکوۃ دینے لگا۔ اب کیا میں رسولؐ کے قدموں پر سجدے میں گر جاؤں؟۔ (فصل الخطاب)

***

[1] خدا کے ہاں گناہوں کی معافی کی شرط ایمان ہے۔ وہ جب تک دل سے خدا اور رسولؐ کو نہ مانیں گے اور اپنی منافقت پر قائم رہیں گے، تو اگر رسولؐ بھی ان کے لئے معافی مانگیں گے تو وہ بھی قبول نہ ہو گی۔

***

www.drhasanrizvi.org

لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑥

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ⑦

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

کریں، یا نہ کریں، اللہ اِنھیں ہرگز معاف نہ کرے گا۔ (کیونکہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ بدکردار لوگوں کی ہدایت نہیں کرتا (یا) ایسے بدمعاش لوگوں کو منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتا ⑥ یہ وہی لوگ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اُن لوگوں کو روپیہ پیسہ نہ دو جو رسولؐ خدا کے پاس ہیں، تاکہ یہ (لوگ رسولؐ کے پاس سے) اِدھر اُدھر منتشر ہو جائیں۔ حالانکہ زمین اور آسمانوں کے (تمام) خزانوں کا مالک اللہ ہی تو ہے۔ مگر (یہ بات) منافق سمجھتے ہی نہیں[1] ⑦ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب مدینہ واپس ہوں گے، تو جو ہم میں عزّت والا ہے وہ اِنتہائی عاجزی (یا) ذلّت والے کو نکال باہر کرے گا۔[2] حالانکہ

---

[1] روایتوں میں آتا ہے کہ غزوۂ بنی مصطلق کے موقع پر انصار و مہاجرین میں کچھ اختلافات پیدا ہو گئے۔ پس پھر کیا تھا منافقوں کو موقع مل گیا انصار کے ہمدرد بن کر ان سے کہنے لگے کہ تم نے خود ان مہاجروں سے بھائی چارہ کر کے ان کا دماغ خراب کر دیا۔ تم آج ان کو خرچہ دینا بند کر دو تو یہ سارے کا سارا مجمع رسول خداؐ کے پاس سے منتشر ہو جائے گا۔ درحقیقت منافق یہ نہیں جانتے تھے کہ حقیقی مالک خدا ہے۔ حقیقی عزت طاقت خدا کے لئے ہے

***

[2] اسی لئے عبداللہ ابن ابی منافق نے کہا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل آدمی کو نکال دے گا۔ جب اس کے اپنے بیٹے نے یہ بات سنی تو وہ تلوار لے کر کھڑا ہو گیا اور اپنے باپ سے کہا کہ جب تک تو یہ نہ کہے گا کہ رسول خداؐ عزت والے ہیں اور تو خود ذلیل ہے، میں تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔ آخر کار عبداللہ ابن ابی منافق کو اپنے منہ سے خود کو ذلیل اور رسول خداؐ کو عزت والا کہنا پڑا۔ (فیوض القرآن)

***

www.drhasanrizvi.org

ع ۸ ۱ ۱۴

عزّت تو اللہ، اُس کے رسولؐ اور مومنین کے
لئے ہے۔ مگر منافق (یہ بات) نہیں جانتے ﴿۸﴾
اَے اللہ اور رسولؐ کو دل سے مان کر
ایمان لانے والو! تمھارے مال اور تمھاری اَولاد
کہیں تم کو خدا کی یاد[ع] سے غافل نہ کر دے۔
جو اَیسا کریں گے، وہی سخت نقصان اُٹھانے
والے ہیں (یا) جو اَیسا کریں گے، وہی گھاٹے
میں رہیں گے ﴿۹﴾ (اس لئے) جو رِزق ہم نے تمھیں
دیا ہے اُس میں سے کچھ خیرات بھی کیا کرو، اِس
سے پہلے کہ تم میں سے کسی کی مَوت (کا وقت)
آجائے اور اُس وقت وہ یہ کہے کہ: "اَے
میرے پالنے والے مالک! کیوں نہ تُو نے مجھے تھوڑی
سی مُہلت اور دے دی ہوتی کہ میں صدقہ خیرات[۱]

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ
اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۹﴾
وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ
اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ
اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ

---

[۱] اب تک تو منافقوں کی بدمعاشیاں بیان ہو رہی تھیں اب ان سے قطع تعلق کر کے سچے مسلمانوں کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ یہ منافق جو کچھ بکتے ہیں انہیں بکنے دو۔ تم اپنی زندگی کے جو دن باقی ہیں، ان کو غنیمت سمجھو۔ اس لئے جو کچھ اللہ نے تمہیں دیا ہے اس میں سے جس قدر ممکن ہو اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر یہ عمر کی مدت ختم ہو گئی تو پھر سوائے ہاتھ ملنے کے اور کچھ بھی نہ کر سکو گے۔ (فصل الخطاب)

***

[ع] "خدا کو یاد" کرنے کی سب سے اہم قسم خدا کے احکامات کی اطاعت کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مال اور اولاد تو صرف اس لئے عطا کئے گئے ہیں کہ ان کے حقوق ادا کر کے روحانی ترقی حاصل کرو۔ لیکن اگر تم نے انہیں چیزوں کو جو امتحانی پرچوں کے طور پر عطا کی گئی ہیں، زندگی کا اصل مقصد سمجھ لیا تو پھر تم عین گمراہی میں پڑ گئے۔

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

دے دیتا اور نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا ⑩ [1]

لیکن اللہ ہرگز کسی کو (اُس وقت) مُہلت نہیں

دے گا جب اُس کی عُمر پُوری ہو جائے (یا) جب

کِسی کی مُدّتِ عمل پُوری ہونے کا وقت آ جاتا

ہے تو اللہ اُس کو ہرگز مُہلت نہیں دیتا۔ اور

ع ۲/۳ ۱۴ جو کچھ بھی کہ تم کرتے ہو اللہ اُسے خُوب اچھّی طرح

سے جانتا ہے ⑪ ع

آیات ۱۸ سورۂ تغابن مدنی رکوعات ۲

(ایک دوسرے کے مقابلے میں نقصان اُٹھانے کے بیان والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو

فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

ہر وہ چیز جو آسمانوں میں ہے اور ہر وہ

الصّٰلِحِیْنَ ⑩

وَلَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا ؕ وَاللّٰہُ

ع خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ⑪

اٰیَاتُھَا (۱۸) (۶۴) سُوْرَۃُ التَّغَابُنِ مَدَنِیَّۃٌ رُکُوْعَاتُھَا (۲)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۚ لَہُ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

(۲) اللہ کی یاد سے کبھی غافل نہ ہوں (۳) مال اولاد کی حد سے زیادہ محبت، غفلت اور تباہی کا باعث ہوتی ہے (۴) دنیا میں رہ کر آخرت کو بنا لینا ہی اصل مقصد ہے (۵) جس کا موقع پھر کبھی نہ ملے گا۔ (فیوض القرآن)

***

[1] حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ آیت "میں خیرات کرتا اور صالحین میں سے ہو جاتا" کے معنی یہ ہیں کہ صدقہ دیتا اور حج وغیرہ کر کے نیک لوگوں میں شامل ہو جاتا (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۲ بحوالہ من لایحضرہ الفقیہ و تفسیر مجمع البیان)

***

بقول ڈاکٹر اقبال

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا
ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیٔ داماں بھی تھا

آیت کی تعلیمات یہ ہیں (۱) ہم منافقوں کی چالوں اور باتوں میں نہ آئیں

www.drhasanrizvi.org

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝١
هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنكُمْ كَافِرٌ وَمِنكُم مُّؤْمِنٌ
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٢
خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ

چیز جو زمین میں ہے اللہ کی تسبیح کر رہی ہے (یعنی اللہ کی پاکی اور بے عیب ہونے کو اُس کے اِنتہائی جمال و کمال کا اِظہار کر رہی ہے) اللہ ہی کے لئے ہے پُوری پُوری بادشاہی، اِقتدار اور سلطنت، اور اُسی کے لئے پُوری پُوری تعریف ہے (کیونکہ) وہ ہر چیز پر قادر ہے[1] ۝۱ وہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا، اَب تم میں سے کوئی تو اُس کا اِنکاری 'کافر' ہے، اور کوئی اُس کو دل سے ماننے والا 'مومن' ہے۔ اور اللہ وہ سَب کچھ خُوب اَچھّی طرح سے دیکھ رہا ہے جو تم کر رہے ہو ۝۲

اُس نے آسمانوں اور زمین کو برحق (یا) حقّانیت کے ساتھ پیدا کیا ہے (یعنی بامقصد اور

لے جو ایسے عظیم اقتدار کا مالک ہو، وہ ہرگز اندھا دھند کام نہ کرے گا۔ اس لئے کہ خدا حکیم بھی ہے اس لئے وہ جو کچھ بھی کرتا ہے، اچھا ہی کرتا ہے۔ اس لئے بھی کہ وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ (مجمع البیان)

ان الفاظ سے محققین نے خدا کی عدالت کو ثابت کیا ہے۔ کیونکہ خدا ہر عیب سے پاک ہے اور ظلم سے بڑا کوئی عیب نہیں۔ اس لئے خدا ظلم سے بھی پاک ہے۔ اس لئے خدا یقیناً عادل ہے۔

رہا یہ سوال کہ خدا کو کون عدل کرنے کا پابند بنا سکتا ہے؟ جب کہ وہ ہر چیز پر قادر بھی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً خدا کو کوئی دوسرا عدل کا پابند نہیں بنا سکتا۔ مگر خود اس کا اپنا کمال جس کی وجہ سے وہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے، اس کو ہر غلط کام سے دور رکھتا ہے نیز یہ کہ اس نے خود اپنے اوپر رحمت کو واجب قرار دے دیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی کمال قدرت کے باوجود وہی کچھ کرتا ہے جو اس کی رحمت، حکمت اور

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

بالکل ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ہے) اور اُسی نے
تمھاری شکل و صورت بنائی اور بہت ہی اچھی
اور خوبصورت بنائی۔ اور تمھیں آخر کار اُسی کی
طرف پلٹ کر جانا ہے ③ آسمانوں اور زمین میں
جو کچھ بھی ہے، وہ اُسے جانتا ہے۔ اور وہ تو
ہر اُس بات کو بھی جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو، اور
وہ بھی کہ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔ (کیونکہ) اللہ
سینوں کے اندر دلوں کے حال کا جاننے والا ہے ④
کیا تمھیں اُن لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جنھوں
نے کفر اختیار کیا (یعنی) ابدی حقیقتوں کا انکار کیا
تو پھر اُنھوں نے اپنی اِس حرکت کی سزا بھگتی
(یا) اپنے اُس کام کا مزہ چکھا؟ اور آگے
اُن کے لئے (جہنّم کی) بہت ہی سخت تکلیف دینے

فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ③
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا
تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ
الصُّدُوْرِ ④
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۫ فَذَاقُوْا
وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑤

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

عدالت کا تقاضا ہوتا ہے اسی لئے ہر تعریف اس کے لئے ہے اور ہر چیز اس کی پاکی کو بیان کرتی ہے (فصل الخطاب)

خدا کا یہ فرمانا کہ "تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر قسم کی تعریف خواہ قولی ہو فعلی ہو یا حالی ہو اللہ کے لئے ہے خدا کا یہ فرمانا کہ ہر چیز "خدا کی تسبیح کرتی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اپنے خالق کی خوبیاں اور بڑائی کو ظاہر کر رہی ہے۔

ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا
جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے
(انیس)

***

www.drhasanrizvi.org

والی سزا بھی ہے ⑤ یہ اِس وجہ سے ہوا کہ
اُن کے پاس اُن کے رسولؑ کھلی ہوئی واضح
دلیلیں، حقیقتیں، نشانیاں اور آیتیں لے کر
آئے تھے۔ مگر اُنھوں نے کہا: "بھلا کیا کوئی
اِنسان ہماری ہدایت کر سکے گا؟" غرض اُنھوں
نے کُفر کیا (یعنی) اُنھوں نے ماننے سے اِنکار
کر دیا۔ اور مُنہ پھیر پھیر لیا۔ تب اللہ بھی اُن
سے بےپرواہ ہو گیا۔[1] اور اللہ تو ہے ہی بےنیاز
(یعنی) جس کو کِسی چیز کی کوئی حاجت نہیں،
اور وہ ازخود لائق تعریف ہے ⑥ (غرض) جو
کافر ہیں (یعنی) جو خدا اور آخرت کے مُنکر ہیں،
اُن کا خیال ہے کہ وہ ہرگز دوبارہ زندہ نہیں
ہوں گے۔ کہئے کہ ہاں۔ میرے پالنے والے مالک

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۖ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑥

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ

[1] معلوم ہوا کہ خدا انہیں لوگوں سے بے پرواہ اور لاتعلق ہو جاتا ہے جو خدا کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اس کے احکامات کی تعمیل نہیں کرتے۔

مطلب یہ ہے کہ ان کافروں نے اس بات کو ناپسند کیا اور تعجب بھی کیا کہ ایک انسان ہماری ہدایت کیسے کرے گا؟ یعنی ہدایت تو کوئی فرشتہ ہی کر سکتا ہے (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۲)۔

خدا کا ان سے بے پروائی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے اپنی رحمت کی نظر ان سے ہٹالی (فیوض القرآن)

مشرکین کی یہ بات کہ انسان بھلا کیسے ہماری ہدایت کر سکتا ہے؟، اس کا جواب یہ ہے کہ انسان کوئی ذلیل چیز نہیں انسان کی ہدایت انسان ہی کرتا ہے۔ اصل میں کافروں کا یہ کہنا صرف بہانہ تھا اپنے کفر اختیار کرنے کا اس لئے خدا نے فرمایا کہ پھر شوق سے کفر کئے جاؤ اپنے کئے کی سزا خود بھگتو گے۔ خدا کو بھی تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ۝۷

فَاٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالنُّوۡرِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلۡنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ۝۸

يَوۡمَ يَجۡمَعُكُمۡ لِيَوۡمِ الۡجَمۡعِ ذٰلِكَ يَوۡمُ التَّغَابُنِ ؕ

کی قسم۔ تم لوگ ضرور بالضرور دوبارہ زندہ کر کے اُٹھائے جاؤ گے۔ پھر تمھیں بتایا جائے گا جو کچھ کہ تم نے (دُنیا میں) کیا ہے۔ اور ایسا کرنا اللہ کے لئے بالکل آسان ہے[1] ۝۷

(اِس لئے) اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے مان لو اور اُس روشنی کو بھی مانو جسے ہم نے اُتارا ہے[2]۔ اور جو کچھ بھی کہ تم کرتے ہو اللہ اُسے خُوب اَچھّی طرح سے جانتا ہے ۝۸ (یہ بات تمھیں) اُس دن (معلوم ہو جائے گی) جب اِکٹّھا کرنے کے دن وہ تمھیں جمع کرے گا۔ وہ دن ہو گا ایک دُوسرے کے مقابلے میں نقصان برداشت کرنے کا (یا) وہ دِن ہو گا ایک دُوسرے کے مقابلے میں ہار جیت کا۔ جو (دُنیا میں) اللہ

---

[1] اگر ذہن میں یہ بات تازہ رہے کہ خدا کی قدرت کتنی زبردست ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، تو قیامت کے واقع ہونے پر ذرا بھی تعجب نہ ہوگا۔

***

[2] نور سے مراد قرآن بھی ہے اور حضرت علیؑ کی ذات بھی۔ (تفسیر صافی ۵۰۲ و تفسیر قمی)

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "نور سے مراد امامت ہے اور امامؑ ہے" (الکافی)

حضرت امام محمد باقرؑ سے جب اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو فرمایا "خدا کی قسم نور سے مراد تمام ائمہ ہیں۔ امامؑ کا نور مومنین کے دلوں کو اس سے بھی کہیں زیادہ روشنی پہنچاتا ہے جس قدر چمکتا سورج دن میں روشنی پہنچاتا ہے۔ مومنین کے دلوں کو آئمہؑ روشن کرتے ہیں۔ مگر جن کے لئے خدا چاہتا ہے ان کے لئے آئمہؑ کے نور پر خدا پردے ڈال دیتا ہے۔ جس سے ان کے دل اندھیرے ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر قمی بحوالہ الکافی)

***

کو دل سے مانتا ہے اور اَچھے اَچھے کام بھی کرتا
ہے، اللہ اس کی غلطیوں کو جھاڑ کر نظر انداز
کر دے گا[1] اور اُسے اَیسے جنّت کے سرسبز و
شاداب گھنے باغوں میں داخل کرے گا جن کے
نیچے نہریں رَواں دَواں ہیں، جن میں وہ لوگ
ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت ہی بڑی (یا) عظیم الشان
کامیابی ہے (۹) (لیکن) جنھوں نے اَبدی حقیقتوں
کا اِنکار کیا ہے اور ہماری باتوں، دلیلوں، حقیقتوں،
نشانیوں یا آیتوں کو جُھٹلایا ہے، وہ جہنّم کی آگ
والے ہوں گے، جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے
ع ۱۰/۱ 15 اور وہ جگہ بدترین ٹھکانا ہے (۱۰) ع
کوئی مُصیبت نہیں آتی مگر اللہ کی اِجازت
سے۔ اور جو اللہ کو دل سے مانتا ہے، تو اللہ

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ
وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۹﴾
وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ
النَّارِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۰﴾ ع
مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ

[1] اس آیت نے معتزلہ کے اس عقیدے کو رد کر دیا کہ گناہ کرنا ایمان کے منافی ہے۔ اگر مومن سے کبھی گناہ ہی نہیں ہوتا تو کفارہ کس چیز کا ہوگا؟ قرآن تو یہ بھی کہتا ہے کہ خدا مومنین کو معاف کرنے والا ہے۔ مومنین کا اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر معافی مانگنا، گناہوں کو اس طرح مٹا کر رکھ دیتا ہے جیسے ربر پنسل کے لکھے کو مٹا کر رکھ دیتی ہے (ماجدی)

غبن "تجارت میں ہوتا ہے۔ جس کے معنی نقصان اٹھانے کے ہیں۔ جو کاروبار میں نقصان اٹھاتا ہے اس کو مغبون کہتے ہیں اور جو فائدہ اٹھاتا ہے اس کو غابن کہتے ہیں۔ جب اسی لفظ کو باب تفاعل میں لے جائیں تو اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں۔ یعنی ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کا مقابلہ۔ اگرچہ نیک آدمی نیکی اس لئے تو نہیں کرتا کہ برائی کرنے والوں کو نقصان پہنچے مگر نتیجہ بہرحال یہی ہوتا ہے کہ نیک کام

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

www.drhasanrizvi.org

بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪
وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا
عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑫
اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑬
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ

اُس کے دل کو صحیح راستہ دکھا دیتا ہے[1] اور اللہ ہر چیز کو خُوب اَچھّی طرح سے جانتا ہے ⑪ (اِس لئے) اللہ کی اِطاعت کرو اور رسولؐ کی اِطاعت کرو۔ اَب اگر تم نے (اِس) اِطاعت سے مُنہ موڑا تو ہمارے رسولؐ کی ذمّہ داری تو بس واضح اور صاف صاف طور پر حق کو پہنچا دینا ہے ⑫ (کہ) اللہ[(۱)] وہ ہے جِس کے سِوا کوئی خدا نہیں۔ اور اِیمان[(۲)] لانے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئیے ⑬

[(۳)] اَے اِیمان لانے والو! تمھاری بیویوں اور تمھاری اولاد میں کچھ اَیسے بھی ہیں جو حقیقتاً تمھارے دُشمن ہیں۔ اُن سے ہوشیار رہو (یا) اُن سے ڈرتے رہو (مُراد اَیسی بیوی یا بچّے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

کرنے والے جنت حاصل کرتے ہیں اور برے کام کرنے والے اپنے برے کاموں کی وجہ سے جہنمی ہو کر ناکام ہوتے ہیں۔ اسی لئے قیامت کے دن کو یوم "تغابن" یعنی ایک دوسرے کے مقابلے پر نقصان اٹھانے کا دن کہا گیا ہے۔ یہ بات آخری نتیجے کے طور پر ہے۔

***

[1] مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ہدایت پائی ہے اللہ ان لوگوں کی ہدایت کو اور زیادہ کر دے گا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۲ بحوالہ تفسیر قمی)

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "انسان کا دل سینے اور حلق کے درمیان اچھلتا رہتا ہے جب تک کہ وہ ایمان پر قائم نہ ہو جائے جب دل ایمان پر قائم ہو جاتا ہے تو وہ قرار پکڑ لیتا ہے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ جو اللہ پر ایمان لائے گا وہ اس کے دل کو سیدھا راستہ دکھا دے گا"۔ (الکافی)

***

ہیں جو تمھیں حرام کمانے پر مجبور کریں یا ایمان
کے تقاضوں اور شریعت کی پابندیوں کی مخالفت
کریں) اور اگر تم اُنھیں معاف کر دو اور درگزر
سے کام لو، تو اللہ بڑا معاف کرنے والا بھی ہے
اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی[ا] ﴿۱۴﴾ (غرض تمھارے
مال اور تمھاری اَولاد (تمھارے) اِمتحان لینے کا
ذریعہ ہیں۔ اور (اِس اِمتحان کی کامیابی پر) اللہ
کے ہاں بڑا اَجر و ثواب ہے ﴿۱۵﴾ اِس لئے جہاں
تک تم سے ہو سکے[۴] اللہ سے ڈرتے رہو۔[۵] اور
(اُس کے احکامات) سُنو اور اِطاعت کرو۔[۶] اور
خیرات کرو جو تمھارے ہی لئے بہتر ہے۔ (کیونکہ
جو[۷] (لوگ) اَپنے دل کی تنگی، حرص اور کنجوسی
سے بچے رہے، بس وہی لوگ دُنیا اور آخرت

عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَ
تَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۴﴾
إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللَّهُ عِندَهُ
أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۵﴾
فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَ
أَنفِقُوا خَيْرًا لِّأَنفُسِكُمْ ۗ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ

ا۔ آیت کی شان نزول یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے مکے میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ مگر جب وہ مدینے ہجرت کرنا چاہتے تھے تو ان کے بیوی بچے ان کو یہ کہہ کر روک دیتے تھے کہ وہاں جا کر مصیبت میں پڑ جاؤ گے کہاں سے کھاؤ گے؟ ان لوگوں سے کہا جا رہا ہے کہ تمھیں اپنے بیوی بچوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے یعنی ان کے کہنے میں نہیں آنا چاہیئے۔ اس آیت کے آنے پر ان مسلمانوں نے چاہا کہ اپنی بیوی بچوں کو سزا دیں تو فرمایا گیا کہ خدا اس کو پسند نہیں کرتا کہ ان کو سزا دو۔ ان کو معاف کر دو۔ خدا تم کو معاف کر دے گا۔ غرض اگر کار خیر میں بیوی بچے رکاوٹ ہوں تو وہ اس حکم میں داخل ہیں۔ ورنہ بیوی بچوں کا حق مسلم ہے۔ ان کی ضروریات پوری کرنا واجب ہے۔ حتیٰ کہ حج کرنے کی صرف اس وقت اجازت ہے کہ گھر والوں کی ضروریات کا سامان فراہم کر دیا جائے۔ (فصل الخطاب)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

کی ہر بھلائی اور بھرپور اَبدی اور حقیقی کامیابی
حاصل کرنے والے ہیں ⑯ (۸) اگر تم اللہ کو قرضِ
حسنہ (یعنی) اچھا قرضہ دو (مُراد اللہ کی خوشی
کے لئے اچھّے کاموں پر روپیہ خرچ کرو) تو اللہ
تمھارے لئے اُسے بہت بڑھا چڑھا کر اَدا
کرے گا' اور تمھاری غلطیوں کو معاف کردے
گا (یا) تمھیں اپنی رحمت سے ڈھک لے گا۔
(کیونکہ) اللہ بڑا قدردان بھی ہے اور حِلم و
تحمّل سے کام لینے والا بھی[۱] ⑰ (۹) وہ اَن دیکھی
'غائب' چیزوں کو بھی خُوب جانتا ہے اور
ظاہری دیکھی جانے والی چیزوں کو بھی۔ وہ
زبردست طاقت والا' عزّت والا' اپنے زور
پر اپنا حُکم نافذ کرنے والا اور بڑی گہری

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝
اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَ
يَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

حاصل آیت یہ ہے کہ (۱) بیوی بچوں کی بے حد محبت غلط راستوں پر ڈال دیتی ہے اور (۲) بعض اوقات نعمتوں کی فراوانی خدا سے غافل کر دیتی ہے (۳) مومن کو راحتوں اور مصیبتوں میں ہر وقت خدا سے بندگی اور اطاعت کا تعلق جوڑے رکھنا چاہیئے۔ (فصل الخطاب)

***

[۱] اللہ کو قرض دینے کے معنی مال کو اللہ کے بتائے ہوئے کاموں پر خدا کے احکام کے مطابق خرچ کرنا ہے۔ اس خرچ کو قرض کہنا یہ بتاتا ہے کہ یہ مال ضائع نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ جس طرح قرضہ واپس ملتا ہے اس کا اجر بھی ضرور ملے گا۔ اور خدا کا قدردان کہنا بتاتا ہے کہ اگر چھوٹے سے چھوٹا عمل بھی خدا کے لئے کیا جائے گا تو خدا اس کی ضرور قدر فرمائے گا۔ اور خدا کا خود کو بردبار کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی نافرمانیوں پر فوراً اور بہت زیادہ گرفت نہیں کرتا۔ اصلاح کا پورا پورا موقع دیتا ہے۔ اور اصلاح کرنے اور معافی مانگنے پر بڑی سے بڑی کوتاہی کو بھی معاف کر دیتا ہے (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾

اٰیَاتُهَا ۱۲ (۶۵) سُوْرَةُ الطَّلَاقِ مَدَنِیَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ

مصلحتوں اور حقیقتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ

بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے ﴿۱۸﴾ ع

ع ۸/۱۶ ۲

آیات ۱۲ سورۂ طلاق مدنی رکوعات ۲

(طلاق کے بیان والا سورہ)

(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

اے نبیؐ![1] جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو اُن کی عدّت کے لحاظ سے طلاق دو (یعنی عورت کی ماہواری کے دنوں میں طلاق نہ دو) اور اُن کے پُورے عِدّے کے دِنوں کا حساب رکھو (یعنی طلاق کو کھیل نہ سمجھو۔ خوب یاد رکھو کہ کب طلاق دی گئی، کب

---

[1] شروع میں پکارا اے رسولؐ مگر جب احکام دیئے تو جمع کے صیغوں میں دیئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خطاب ساری امت سے ہے صرف پیغمبرؐ سے تعلق نہیں۔ البتہ قدیم مفسر قتادہ نے کہا کہ جناب رسول خداؐ نے حضرت حفصہ کو طلاق دے دی تھی اس پر یہ سورہ اترا۔ بہرحال یہ بات مسلم ہے کہ سورہ کے احکامات سب کے لئے ہیں۔ خدا کا یہ فرمانا کہ "جب طلاق دو" اس کا مطلب ہے کہ جب تم طلاق دینا چاہو (مجمع البیان)۔

اور خدا کا یہ فرمانا کہ "سوا اس کے کہ وہ کھلے ہوئے شرمناک گناہ کی مرتکب ہوں" اس سے مراد تین چیزیں ہیں:- (۱) زناکاری (۲) فحش کلامی (۳) گھر والوں کو اذیت دینا اور اللہ کا یہ فرمانا کہ "تمہیں خبر نہیں کہ اللہ اس کے بعد کوئی صورت پیدا کر دے گا" - یعنی ممکن ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی طرف راغب ہو جائیں اور اس طرح ان کے تعلقات خوشگوار ہو جائیں۔ شاید اس لئے عدہ کی مدت کے دوران بیوی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

عِدّت کی مُدّت شروع ہوئی اور کب اُسے ختم ہونا ہے۔ نیز طلاق کے معاملے میں) اللہ سے ڈرو، جو تمہارا پالنے والا مالک ہے (عدّت کی مدّت میں) اُنھیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود (گھروں سے باہر) نِکلیں۔ سِوا اِس کے کہ وہ کوئی کُھلا ہوا شرمناک جرم یا بدکاری کریں[1]۔ اور یہ اللہ کی مُقرّر کی ہوئی حدیں ہیں۔ اور جس کِسی نے بھی اللہ کی مُقرّر کی ہوئی حدوں سے قدم آگے بڑھایا، اُس نے حقیقتاً خود اَپنے ہی اُوپر ظُلم کیا۔ تم نہیں جانتے شاید اِس کے بعد اللہ (تم میں دوستی یا موافقت کی) کوئی نئی صورت پیدا کردے ① پھر

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۚ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ①

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

کو شوہر کے گھر ہی رہنے کا حکم دیا گیا ہے (فصل الخطاب)

غرض اس جگہ عدہ سے مراد دو حیض آ کر عورت کا پاک ہو جانا ہے (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۳)

***

[1] حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "یہاں وہ عورتیں مراد ہیں جنہیں دو طلاقیں مل چکی ہوں وہ اس وقت تک گھر سے نہیں نکالی جا سکتیں جب تک ان کو تیسری طلاق نہ دی جائے۔ جب تیسری طلاق دے دی جائے گی تو وہ اپنے خاوند سے بالکل جدا کر دی جائیں گی پھر خاوند کے ذمہ ان کا نان نفقہ بھی نہ رہے گا۔ لیکن جس عورت کو مرد نے صرف ایک ہی طلاق دی ہو تو اسے عدت کی مدت تک اپنے گھر میں رکھنا ہوگا۔ یعنی وہ عورت خاوند کے گھر میں ہی رہے گی اور عدت کی مدت تک خاوند ہی اس کو نان نفقہ ادا کرتا رہے گا۔

***

www.drhasanrizvi.org

جب وہ اپنی مقرّرہ عِدّہ کی مُدّت کے خاتمہ تک پہنچیں، تو یا تو اُنھیں اچھّے بھلے طَریقہ سے (اپنے نِکاح میں) روک رکھّو، یا پھر اچھّے بھلے طریقہ سے اُن سے الگ ہو جاؤ۔ اور دو[2] ایسے آدمیوں کو (طلاق کا) گواہ بنا لو جو تم میں سے صاحبِ عدل ہوں (یا) شریف آدمی ہوں۔ اور (اے گواہ بننے والو) گواہی کو ٹھیک ٹھیک اللہ کے لئے ادا کرو۔

یہ وہ باتیں ہیں جن کی ہر اُس شخص کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن کو دل سے مانتا ہے۔[1] (غرض) جو اللہ سے ڈرتے ہوئے (یا) اللہ کی عظمت[2]

فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ اس حکم سے نفع صرف وہی اٹھائیں گے جن کے دل میں خدا اور قیامت کی یاد تازہ ہو گی۔

خدا کا فرمانا کہ اپنے میں سے دو معتبر عادل شخصوں کو گواہ ٹھہراؤ۔ اس لئے فقہ جعفری کے مطابق طلاق بغیر دو عادل گواہوں کی موجودگی کے نہیں ہو سکتی۔ سنی فقہا نے اس کو حکم واجب نہیں مانا بلکہ استحباب کے لئے مانا ہے۔ (جصاص مدارک)

***

[2] جناب رسول خداؐ نے فرمایا "اگر تمام دنیا کے لوگ اس آیت کو محفوظ کر لیں یعنی اس پر عمل کریں تو یہ ان کے رزق کے لئے کافی ہو"

آخر میں جو خدا نے تقویٰ، توکل اور حصول رزق کا ذکر کیا ہے تو وہ شاید اس لئے ہے کہ اگر تقویٰ اختیار کرے گا تو دوسروں کے حق ادا کرنے میں کمی نہ کرے گا اور اپنے حق سے زیادہ وصول نہ کرے گا تو اس صورت میں طلاق کی نوبت ہی نہ آئے گی اور توکل کا ذکر اس لئے کیا کہ اکثر

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

سے متاثر ہو کر ہر کام کرے گا'' تو اللہ اُس کے لئے مُشکلات سے نِکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ پیدا کر دے گا (۲) اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اُس کا وہم وگمان بھی نہ جاتا ہو گا۔ جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اُس کے لئے کافی ہے۔ یقیناً اللہ اَپنے کام کا پُورا کرنے والا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کی ایک مقدار مُقرّر کر دی ہے (یا) اللہ نے ہر چیز کی ایک تقدیر (خصُوصیت) مُقرّر کر دی ہے[لہ] (۳)

اور تمہاری عورتوں میں سے جو اَیسی ہوں کہ ماہواری کے خون MENSES کے آنے سے نا اُمّید ہوچکی ہوں، تو اگر تم کو اُن کے

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

مالی پریشانی کی وجہ سے طلاق دی جاتی ہے اس کا حل خدا پر بھروسہ کرنا اور تقویٰ اختیار کرنا ہے طلاق دینا نہیں (فصل الخطاب)

***

لہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "اگر تمام لوگ ان دو آیتوں پر عمل کرنے لگیں تو یہ آیتیں ان کے تمام مسائل کا حل ہیں اور ان کے رزق کی لئے کافی ہیں"۔

آیت نے بالکل واضح الفاظ میں تعلیم دی کہ تنگیوں، دشواریوں، مصیبتوں سے نکلنے کی اصل کنجی تقویٰ ہے یعنی خدا کا خوف اور خدا کی ناراضگی سے ڈرنا، گناہوں سے بچنا اور فرائض الہیہ کو ادا کرنا۔ کیونکہ خدا کی ذات تمام اسباب ظاہری کا آخری سرچشمہ ہے اور ان پر حاکم ہے (ماجدی)

***

www.drhasanrizvi.org

فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ
الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ
اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ④
ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ
عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ⑤

معاملے میں کوئی شک ہو، تو (تم کو بتایا جا رہا ہے کہ) اُن کی عِدّت کی مُدّت تین ۳ مہینے ہے (یعنی طلاق کی تاریخ سے تین ۳ مہینے کے بعد وہ نِکاح کر سکتی ہیں)۔ اور یہی حُکم اُن کا ہے جنھیں ابھی تک ماہواری MENSES کا خُون نہیں آیا ہے۔ اور حاملہ عورتوں کی عدّت کی مُدّت یہ ہے کہ اُن کا وضع حمل ہو جائے (یعنی) اُن کے ہاں بچّہ کی ولادت ہو جائے[1] جو شخص اللہ (کی ناراضگی یا سزا) سے ڈرتا ہے، اللہ اُس کے لئے اُس کے معاملے میں آسانی پیدا کر دیتا ہے ④ یہ اللہ کا حُکم ہے جو اُس نے تمھاری طرف اُتارا ہے۔ جو اللہ (کی ناراضگی یا سزا) سے

[1] اس آیت کی وجہ سے تمام فقہا اس بات پر متفق ہیں کہ جو عورت حاملہ ہو اور اس کو طلاق دے دی جائے تو اس کی عدت کی مدت بچہ کی ولادت تک ہے (جصاص)

***

www.drhasanrizvi.org

ڈرتا ہے، اللہ اُس کی بُرائیوں کی تلافی کرے
گا اور اُن کو اُس سے دُور کر دے گا، اور
اُس کو بہت بڑا اَجر و ثواب بھی دے گا ۵
اُن عورتوں کو (عِدّہ کی مُدّت میں) اُسی
مکان میں رکھّو جہاں تم خود رہتے ہو، جیسی
جگہ بھی تمھیں میسّر ہو۔ اور اُن عورتوں کو
تنگ کرنے کے لئے (کسی قِسم کا کوئی) نقصان
مَت پہنچاؤ۔[1] اور اگر وہ حاملہ ہوں، تو اُن
پر اُس وقت تک خرچ کرتے رہو جب تک
کہ اُن کے ہاں وِلادت نہ ہو جائے۔ پھر
اگر وہ تمھارے لئے بچّے کو دُودھ پلائیں،
تو اُنھیں جو اُن کا معاوضہ ہو وہ دو۔ اور
اَچھّے بھلے طریقے سے (معاوضہ کی رقم) آپس

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۚ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ

---

[1] امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو طلاق دے دے تو وہ اسے اس نیت سے تکلیف نہ پہنچائے کہ وہ تنگ آکر عدت کی مدت سے پہلے ہی اس کے گھر سے چلی جائے کیونکہ خدا نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے پھر حضرت امامؑ نے یہی آیت تلاوت فرمائی کہ اگر وہ عورتیں حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرو یہاں تک کہ ان کے ہاں ولادت ہو جائے (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۴ بحوالہ کافی)

غرض ایسی مطلقہ عورت جس کے لئے شوہر کو رجوع کرنے کا حق ہو عدت کی مدت میں شوہر ان کو مکان اور نان نفقہ دینے کا پابند ہوگا اور اگر وہ حاملہ ہوں گی تو وضع حمل تک ان کے اخراجات خاوند کے ذمہ ہوں گے (تفسیر قمی)

غرض عدت کی مدت میں شوہر کو اپنی مطلقہ بیوی کو مکان بھی دینا ہوگا اور کھانا پینا بھی اور تمام ضروریات بھی پوری کرنی ہوں گی۔ تمام مسلک کے فقہا اس بات پر متفق ہیں (جصاص بقول حضرت عمرو ابن مسعود)۔

***

www.drhasanrizvi.org

میں طے کر لو۔ لیکن اگر تم نے ایک دُوسرے
کو مشکل میں ڈالنا چاہا (یا) ایک دُوسرے
کو تنگ کیا، تو بچّے کو کوئی اور عورت
دُودھ پلائے گی (۶) (غرض) جو مالدار ہو،
وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے
اور جس کو رِزق کم دیا گیا ہو، وہ اُسی
مال میں سے خرچ کرے جو اللہ نے اُسے
دیا ہے[۱]۔ اللہ کسی پر اُس کی طاقت سے
زیادہ پابندی عائد نہیں کرتا۔ دُور نہیں
کہ اللہ تنگی اور دُشواری کے بعد آسانی
ع ۱/۱۷ پیدا کر دے (۷)
کتنی کچھ بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے
پالنے والے مالک اور اُس کے رسولوں کے

وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝
لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ
فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ
اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝
وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ

---

[۱] امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ ایک صاحب دولت شخص عمدہ کپڑے بناتا ہے اور بہت سی قمیصیں پہنتا ہے اور اپنے حسن و جمال اور مال و دولت کا اظہار کرتا ہے تو کیا وہ فضول خرچ ہے؟ - امامؑ نے فرمایا "نہیں" اس لئے کہ خدا فرماتا ہے کہ "چاہیئے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے" (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۴ بحوالہ کافی)

اولاد اور بیوی پر خرچ کرنا بعض اوقات حب مال کی وجہ سے بار گذرتا ہے خدا کا حکم ہے کہ انسان اپنی حیثیت کے مطابق گھر والوں پر خرچ کرے۔

فقہا نے نتیجہ نکالا کہ عدت کی مدت میں شوہر کے لئے طلاق شدہ بیوی کو خاص اسی گھر میں رکھنا ضروری نہیں جس میں وہ خود رہتا ہو ہاں یہ ضروری ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق جیسے مکان میں خود رہتا ہے ویسی ہی جگہ ان کو رہنے کے لئے فراہم کرے (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ﴿۸﴾
فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ﴿۹﴾
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚۖ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ﴿۱۰﴾
رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ

حکم سے سرکشی کی۔ تو ہم نے بڑی سختی
کے ساتھ اُن کا حِساب لیا۔ اور اُن کو بہت
بُری طرح کی غیر معمولی سَزا دی ﴿۸﴾ تو
اُنھوں نے اَپنے کِئے کا مَزا چکھ لیا۔ اور
اُن کا انجام سَراسَر نقُصان ہی نقصان ہے[۱] ﴿۹﴾
(نیز یہ کہ) اللہ نے اُن کے لئے بڑی ہی
سخت سَزا تیار کر رکھّی ہے۔ تو اَے عقل
والو جو اِیمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو۔ اللہ
نے تمھاری طرف (تمھارے) اَنجام کو یاد
دِلانے والی نصیحت (ذِکر) نازل کر دی ہے[۲] ﴿۱۰﴾
(نیز یہ کہ) ایک اَیسا پیغمبر بھی (بھیجا)
جو اللہ کی کھُلی ہوئی صاف صاف واضح
ہدایت دینے والی آیتیں سُناتا ہے تاکہ اللہ

---

[۱] ماضی کے واقعات سنانے کا فائدہ یہ ہے کہ بعد والے اس سے سبق سیکھیں اور خدا کے مقابلے پر سرکشی نہ کریں یہی عقل اور ہوشمندی ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا "عقل نام ہے تجربات کو یاد رکھنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا" (نہج البلاغہ)۔

***

[۲] حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ الذکر سے مراد جناب رسول خداؐ ہیں اور ہم اہل بیت رسولؐ اور اہل الذکر ہیں۔ یہی بات اللہ نے سورۂ طلاق میں ارشاد فرمائی ہے پھر امامؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۴ بحوالہ عیون اخبار الرضا)

غرض ذکر سے مراد رسولؐ ہیں کیونکہ آپ مسلسل تبلیغ دین فرماتے اور آیات قرآنی سناتے اور خدا کے احکام پہنچاتے اور اس طرح خدا کو ہر وقت یاد رکھتے اس لئے آپ کو مجسم ذکر یعنی خدا کی یاد فرمایا گیا (روح۔ مدارک)

***

www.drhasanrizvi.org

اور رسولؐ کو دل سے ماننے والوں کو (گمراہی اور گناہ کے) اندھیروں سے نکال کر (ہدایت اور اطاعت) کی روشنی میں لے آئے۔ غرض جو کوئی بھی اللہ کو دل سے مانے اور اچھے اچھے کام کرتا رہے، تو اللہ اُسے جنّت کے ایسے ایسے سرسبز و شاداب گھنے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ (اور) اللہ نے ایسے شخص کے لئے بہت ہی اچھی روزی (تیار) رکھی ہے[1] (۱۱)

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور زمین جیسی اور (بہت سی زمینیں) بھی بنائی ہیں۔ اُن کے درمیان اللہ کا حکم

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝۱۱

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ

---

[1] مفسرین نے آیت کے آخری الفاظ سے نتیجہ نکالا کہ (۱) خدا کی اطاعت میں جو کام بھی کیا جائے گا وہ کبھی بے نتیجہ ثابت نہیں ہو سکتا۔ (۲) خدا کے رزق کی وسعت اور لذت کا حقیقی احساس صرف جنت ہی میں ہو سکے گا (۳) خدا نے ظلمات یعنی اندھیرے میں جمع کا صیغہ استعمال فرمایا اور نور کو واحد فرمایا۔ معلوم ہوا کہ ہدایت ایک ہوتی ہے اور گمراہیوں کی کئی کئی راہیں ہوتی ہیں۔ بقول اقبال

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری
بدلتے رہتے ہیں انداز کوفی و شامی

(۴) ایمان اور عمل صالح خدا کا دیا ہوا بہترین رزق ہے۔ رزق ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ہماری ضروریات کو پورا کرے۔ اور انسان کی سب سے بڑی ضرورت، ہدایت، ایمان اور عمل صالح ہے، جو ہماری ابدی ضرورتوں کو پورا کریں گی اور ہمیں جنت جیسی نعمتوں میں پہنچا دیں گی۔

***

www.drhasanrizvi.org

يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

(۶۶) سُوْرَةُ التَّحْرِيْمِ مَدَنِيَّةٌ — اٰيَاتُهَا ۱۲ — رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ

نازل ہوتا رہتا ہے[1] ۔ تاکہ تم جان لو کہ اللہ
ہر چیز پر قادر ہے اور یہ (بھی جان لو)
کہ اللہ (اپنے) علم کے لحاظ سے ہر چیز
پر حاوی ہے (یعنی) اللہ کا علم ہر چیز کا
احاطہ کئے ہوئے ہے ع ⑫

ع ۵ ۲ ۱۸

آیات ۱۲	سورۂ تحریم مدنی	رکوعات ۲

(کسی چیز کو اپنے اُوپر از خود حرام قرار دینے کے بیان والا سورہ)
(شروع کرتا ہوں) اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو
فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے ○
اے نبیؐ! آپؐ (اپنے اُوپر) اُس چیز کو
کیوں حرام کئے لیتے ہیں جسے اللہ نے آپؐ
کے لئے حلال قرار دیا ہے؟ آپؐ اپنی

[1] حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ "آسمان سے زمین کی طرف راستے بنے ہوئے ہیں" پھر اپنی انگلیوں میں انگلیوں کو ڈال کر جال سا بنایا۔ پھر آپ نے ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کے پیدا ہونے کی کیفیت اور ان کے ایک دوسرے پر ہونے کی شان کو بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے نیچے والا آسمان اس (ہماری والی) زمین کے اوپر مثل قبہ کے ہے اور اس طرح ساتوں آسمانوں تک سلسلہ چلا گیا ہے پھر امامؑ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا "حقیقت یہ ہے کہ صاحب الامر اصل میں جناب رسولؐ ہیں اور ان کے بعد ان کا وہ وصی ہے جو زمین پر قائم ہو۔ اللہ کا امر سب سے اوپر کے آسمان سے آسمانوں اور زمینوں میں سے ہوتا ہوا اتر کر اس صاحب امر کے پاس پہنچتا ہے (تفسیر قمی)

اور امر خدا کے نازل ہونے سے مراد احکام شریعت کا اترنا بھی ہو سکتا ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ کے تکوینی احکامات صاحب الامر امام وقتؑ پر اترتے رہتے ہیں۔ جن کو وہ خدا کی نیابت میں نافذ کرتے ہیں (تھانوی)

***

www.drhasanrizvi.org

مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ
وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝
وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا فَلَمَّا
نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَ

بیویوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ (آپؐ کو اپنی) رحمتوں سے ڈھک لینے والا اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے[1] (۱) اللہ نے تم لوگوں کے لئے اپنی قسموں سے چھٹکارا حاصل کرنے کا طریقہ مقرّر کر دیا ہے[2] (کیونکہ اللہ ہی تمہارا مالک و مختار ہے اور بڑا جاننے والا بھی ہے) اور گہری مصلحتوں کے مطابق دانائی کے ساتھ بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا بھی (۲)

اور جب نبیؐ نے اپنی چند بیویوں سے چپکے سے ایک بات کہی تو' اُس نے وہ راز ظاہر کر دیا۔ اور اللہ نے رسولؐ کو اِس بات کی خبر دے دی۔ تو نبیؐ نے کسی

---

[1] آنحضرتؐ نے اپنی ایک بیوی کے گھر شہد کا شربت پیا اس پر آپ کی چند بیویوں حضرت عائشہ اور حضرت صفیہ وغیرہ نے باہم مشورہ کر کے آنحضرتؐ سے کہا" ہم کو تو آپ کے منہ سے مغافیر (ایک بدبودار گوند) کی بو آتی ہے یہ سن کر حضورؐ نے شہد کا پینا بند کر دیا جس پر یہ آیت اتری (تفسیر صافی صفحہ ۴۰۵)

حضورؐ کے اس عہد پر کہ آئندہ میں شہد کا شربت استعمال نہیں کروں گا ممکن تھا کہ لوگ اس کو حرام سمجھ بیٹھتے یا عملاً اس کا استعمال ترک کر دیتے عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ خدا کی حلال کی ہوئی چیزیں ترک کر دینا یا ترک لذات وغیرہ خدا کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہیں۔

***

[2] فقہی حیثیت سے یہ کہہ دینا کہ یہ چیز مجھ پر حرام ہے اور ایسے موقع پر قسم کھالی جائے تو کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے کیونکہ بقول ام المومنین حضرت ماریہ کے حضرت رسول خداؐ نے قسم کھا کر یہ فرمایا کہ شہد مجھ پر حرام ہے اس لئے فرمایا گیا کہ قسم کھانے کا کفارہ ادا فرمائیں (مجمع البیان)

***

www.drhasanrizvi.org

اَعۡرَضَ عَنۡۢ بَعۡضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتۡ مَنۡ
اَنۡۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ نَبَّاَنِىَ الۡعَلِيۡمُ الۡخَبِيۡرُ ۝۳
اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُكُمَا ۚ وَاِنۡ
تَظٰهَرَا عَلَيۡهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوۡلٰٮهُ وَجِبۡرِيۡلُ وَ

لے حضرت رسولؐ خدا نے اپنی بیوی حضرت حفصہ کو ایک راز کی بات بتائی اور فرمایا کہ یہ بات کسی سے نہ کہنا کہ میں نے شہد کا شربت نہ پینے کی قسم کھائی ہے۔ لیکن انہوں نے وہ بات حضرت عائشہؓ کو بتا دی اور انہوں نے اپنے والد کو بتا دی یہاں تک کہ وہ راز فاش ہو گیا۔ خدا نے حضور اکرمؐ کو ساری حقیقت بتا دی اس پر آپؐ نے حضرت حفصہ سے باز پرس کی اور اپنی کچھ بیویوں سے علیحدگی بھی اختیار کی۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۴ بحوالہ تفسیر قمی)

رسول اکرمؐ کا یہ کہنا کہ "مجھے اس علم والے (اللہ) نے بتایا جو بڑا باخبر ہے" جب کہ قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس میں رسول کا یہ راز بتایا گیا ہو۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ خدا کا ہر پیغام جو رسولؐ کے پاس آتا تھا قرآن کا جزو نہیں بنتا تھا اور یہ بات اس زمانے کے لوگ بھی جانتے تھے۔ اگر وہ لوگ یہ بات نہ جانتے ہوتے تو رسولؐ کی زوجہ محترمہ ضرور کہتیں کہ وہ آیت سنائیے جس میں خدا نے آپؐ کو یہ راز بتایا ہے گویا اس زمانے کی عورتیں تک یہ بات جانتی تھیں کہ ساری کی ساری وحی

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

حد تک تو اُس بیوی کو بتایا اور کچھ حصّہ نہ بتایا۔ پھر جب نبیؐ نے اُس بیوی کو (اُس راز کے ظاہر کرنے کی) خبر دی، تو اُس نے پوچھا کہ: "آپؐ کو یہ بات کس نے بتائی؟" نبیؐ نے کہا: "مجھے یہ خبر اُس سب کچھ جاننے والے (خدا) نے بتائی جو بڑا باخبر ہے[1] ۝۳

اَب اگر تم دونوں (بیویاں) اللہ سے توبہ کر لو (تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے) کیونکہ تم دونوں کے دِل ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ اور اگر نبیؐ کے مقابلہ پر تم نے ایکا کیا، تو پھر جان لینا کہ یقیناً اللہ بھی اُنؐ کا مددگار ہے اور جبرئیلؑ اور مومنین کا وہ فرد بھی

www.drhasanrizvi.org

صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ
ظَهِيْرٌ ﴿۴﴾
عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا
مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ
سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ﴿۵﴾

جو بالکل نیک ہے (مُراد حضرت علیؑ)۔ اور
اُس کے بعد تمام فرشتے بھی اُنؐ کے ساتھی
مددگار اور پُشت پناہ ہیں [لہ] ﴿۴﴾
بہت ممکن ہے کہ اگر نبیؐ تم سب بیویوں
کو طلاق دے دیں، تو اللہ اُنھیں ایسی
بیویاں تمھارے بدلے میں عطا فرمادے
جو تم سے بہتر ہوں۔ جو سچی مُسلمان
ہوں، اِیمان دار ہوں، اِطاعت کرنے
والیاں ہوں، توبہ کرنے والیاں (یا) خدا
سے رجوع کرنے والیاں ہوں، عبادت گزار
ہوں، روزہ دار ہوں، چاہے وہ پہلے
شادی شدہ رہی ہوں یا کنواری ہوں ﴿۵﴾
اَے اِیمان لانے والو! بچاؤ اَپنے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

قرآن میں منحصر نہیں ہے یعنی وحی کا بہت سا حصہ قرآن میں شامل نہیں۔ اس لئے قرآن کو ہدایت کیلئے کافی نہیں مانا جا سکتا۔ (تمام احادیث اور سنتیں بھی وحی کا حصہ ہیں) (فصل الخطاب)۔

***

لہ یہ خطاب حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ سے ہے اور صاف ظاہر ہے کہ خدا کا عتاب بہت سخت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم دونوں سے ایسی ایسی باتیں سرزد ہوئی ہیں جن کے لئے تمہارا توبہ کرنا واجب ہے اور تمہارے دل رسولؐ خدا کی مخالفت میں فرض کام یعنی (اطاعت) سے ہٹ گئے ہیں کیونکہ تمہارے لئے واجب تھا کہ جو بات رسولؐ خدا کو پسند ہو تم بھی وہی پسند کرتیں (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۵)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا کہ وہ دو عورتیں جو آنحضرتؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مددگار تھیں کون ہیں۔

فرمایا "عائشہ اور حفصہ" (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۵ بحوالہ تفسیر مجمع البیان و امالی)

***

www.drhasanrizvi.org

آپ کو اور اَپنے گھر والوں[1] کو، اُس
آگ سے جِس کا ایندھن اِنسان اور
پتّھر ہوں گے۔ جس پر بڑے سخت گیر،
تیز مزاج اور بہت زیادہ سَختی کے ساتھ
گرفت کرنے والے فرشتے مُقرّر ہیں۔ جو
کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کچھ نہیں
کرتے۔ اُنھیں جو حُکم بھی دیا جاتا ہے،
وہی کرتے ہیں[2] ⑥ (وہ کافروں سے کہیں
گے) اَے کافر لوگو! آج معذرتیں اور
معافیاں مَت پیش کرو۔ تمھیں تو بالکل وَیسا
ہی بَدلہ دِیا جا رہا ہے جیسے کام تم کِیا
کرتے تھے (یہ آیت بھی خدا کے عدل کی
مُنہ بولتی دلیل ہے)[3] ع ⑦

ع ۷ / ۱۹

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا
وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ
غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ
يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ⑥
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ⑦ ع

---

1. اہل کے لفظ میں سارے متعلقین جیسے بیوی، بچے، ملازم، رعایا، شاگرد، دوست، محسن، مرید سب آگئے ان سب کو احکام خدا کی تعلیم دینا اوران پر عمل کرنے کی ترغیب دیناضروری ہے (جصاص)
آگ سے بچانے کا مطلب ان برے کاموں سے بچانا جو جہنم میں جانے کا سبب بنتے ہیں۔

***

2. محققین نے نتیجے نکالے (۱) انسان اپنے عمل میں مختار ہے (۲) باپ کو اپنے گھر والوں کو برائیوں سے روکنا ضروری ہے (۳ خدا نے جیسا کام ہوتا ہے ویسے ہی فرشتے خلق فرمائے ہیں جہنم میں بڑے سخت گیر اور ترش فرشتے مقرر فرمائے ہیں یہ بات عذاب جہنم کی شدت کو بتاتی ہے اور اس کا خوف پیدا کرتی ہے (۴) فرشتے جذبات کے حامل نہیں ہوتے (۵) فرشتے خدا کے حکم کے عین مطابق عمل کرتے ہیں۔ (فصل الخطاب)

***

3. مسلک اہل بیت کے مفسرین تجسیم اعمال کے قائل نہیں اس لئے وہ اس آیت

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

اَے اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے ماننے والے اِیمان دارو! اللہ کی بارگاہ میں اَیسی سچّی اور خالص توبہ کرو جو دِکھاوے اور مُنافقت سے پاک ہو (یا) خدا کی بارگاہ میں (اَپنے گُناہوں سے) خالص اور سچّی توبہ کروؐ۔ دُور نہیں کہ اللہ تمھاری بُرائیوں پر پَردہ ڈال دے (یا) تمھاری بُرائیاں تم سے دُور کر دے اور تمھیں جنّت کے اُن سرسبز و شاداب گھنے باغوں میں داخل کر دے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیں، جس دن اللہ نبیؐ اور اَبَدی حقیقتوں کو دل سے ماننے والے اِیمان داروں کی جو نبیؐ کے ساتھ ہیں، ذِلّت نہیں ہونے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

کا مطلب یہ سمجھتے ہیں "تم جو کرتے تھے یہ اس کی سزا ہے"۔ قرآن میں اکثر جزا و سزا کے موقع پر "ب" کا حرف آیا ہے۔ جیسے "بما کانوا یعلمون" "ب" سے بدلے کا مفہوم پیدا ہوتا ہے اور سبب کے معنی بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے اب جہاں کہیں بھی "ب" استعمال ہوگا وہاں بدلہ اور سبب مراد ہوں گے۔ یعنی یہ جہنم تمہارے اعمال کا بدلہ ہے یا تمہارے اعمال کے سبب تمہیں ملی ہے۔

لیکن جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہی مجسم ہو کر جنت یا جہنم بن جاتے ہیں، ان کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ جنت یا جہنم خود تمہارے اعمال ہیں یا جو اپنی اصلی شکل میں اب تمہارے سامنے آئے ہیں (فصل الخطاب)

***

لہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "بندہ گناہ سے توبہ کر لے اور پھر ویسا گناہ نہ کرے (تو یہ حقیقی توبہ ہے)"

کسی نے پوچھا کہ ہم میں کون ہے جس نے توبہ کر کے پھر وہی گناہ نہ کیا ہو

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

www.drhasanrizvi.org

بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ
لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٨﴾
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ
عَلَيْهِمْ ۚ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿٩﴾
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ

دے گا۔ اُن کا نُور اُن کے آگے آگے اور
اُن کے داہنی جانب دَوڑ رہا ہوگا[1] اور
وہ کہہ رہے ہوں گے: "اَے ہمارے پالنے
والے مالک! ہمارے نُور کو ہمارے لئے
مکمّل کر دے اور ہمیں معاف کر دے (یا)
ہمیں اپنی رحمت سے ڈھک لے۔ واقعاً
تو ہر چیز پر پُوری پُوری قُدرت رکھتا ہے ﴿٨﴾
اَے نبیؐ! کافروں (یعنی) حق کے مُنکروں
اور مُنافقوں سے جہاد کیجئے اور اُن کے
مُقابلے میں سختی سے کام لیجئے۔ اُن کا ٹھکانا
جہنّم ہے۔ اور یہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے[1] ﴿٩﴾
اللہ کافروں کے معاملہ میں نوحؑ
اور لوطؑ کی بیویوں کی مثال پیش کرتا ہے

(پچھلے صفحہ کا بقیہ)

تو امامؑ نے فرمایا "اللہ کو اپنے بندوں میں وہی شخص محبوب ہے جس کا امتحان پر امتحان ہوتا رہے اور وہ توبہ پر توبہ کرتا چلا جائے" (تفسیر صافی صفحہ ٥٠٥ بحوالہ کافی)

***

[1] آیت کا پیغام یہ ہے کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ کافروں اور منافقوں کے مقابلے پر سختی اور مضبوطی کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔

جناب رسول خداؐ نے کھلے ہوئے کافروں کے مقابلے میں تو دونوں قسم کے جہاد کئے یعنی تلوار سے بھی جنگ کی اور زبان سے دلائل بھی پیش کئے لیکن منافقوں کے مقابلے میں کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ یہ کام آپ کے نائب حضرت علیؑ نے آپ کی طرف سے انجام دیا اسی لئے جناب رسولؐ خدا نے فرمایا۔ یا علیؑ حربک حربی یعنی اے علیؑ تمہاری جنگ میری جنگ ہے" اور یہ بھی بتا دیا کہ اے علیؑ تم کو تین گروہوں سے جنگ کرنا ہو گی (١) ناکسین (٢) قاسطین (٣) مارقین اور تاریخ گواہ ہے کہ حضرت علیؑ کو اپنے دور خلافت ظاہری میں تین جنگیں لڑنی پڑیں: جمل، صفین، نہروان (فصل الخطاب)

***

www.drhasanrizvi.org

امْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا
صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ
شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝۱۰

وہ ہمارے دوٗ نیک بندوں کی زوجیّت
میں تھیں۔ مگر اُنھوں نے اپنے شوہروں
سے غدّاری کی (یعنی ایمان کے معاملے میں
اُن کا ساتھ دینے کے بجائے کافروں
کا ساتھ دیا) تو وہ دونوں (نوحؑ اور لوطؑ)
اللہ کے مُقابلے میں اپنی بیویوں کو اللہ
(کی سزا) سے بالکل بھی نہ بچا سکے (یا)
وہ دونوں (نوحؑ اور لوطؑ) اللہ کے مقابلے
میں اپنی بیویوں کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔
اُن دونوں (بیویوں) سے کہہ دیا گیا کہ:
"جہنّم کی آگ میں داخل ہونے والوں کے
ساتھ ساتھ تم بھی (جہنّم میں) داخل
ہو جاؤ [1] ۝۱۰

[1] نوحؑ کی بیوی کا نام والہہ تھا (مقاتل) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی جن بیویوں کا قرآن میں ذکر ہے ان دونوں نے کوئی حرام کاری نہیں کی تھی نوحؑ کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی کہ وہ لوگوں سے یہ کہتی تھی کہ نوحؑ (معاذاللہ) دیوانے ہیں اور لوطؑ کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو حضرت لوطؑ کے گھر آنے والے مہمانوں کے متعلق خبر دے دیا کرتی تھی۔ قرآن کریم میں اسی خیانت کو بیان کیا ہے (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۲۴۷)

محققین نے نتیجہ نکالا کہ (۱) ازدواجی یا کوئی اور تعلق نجات کا ضامن نہیں ہوتا جب تک خدا اور رسولؐ سے اطاعت کا تعلق نہ جوڑا جائے دوسرے تمام تعلقات بے کار ہیں۔ (۲) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نبی کی ازدواجی مثالی کردار کی نہ ہوں۔

***

www.drhasanrizvi.org

اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دل سے
مان لینے والے اِیمان داروں کے سِلسلے میں
اللہ فرعون کی بیوی کی مثال دیتا ہے۔
جس نے دُعا کی کہ: "اَے میرے پالنے
والے مالک! میرے لئے اَپنے ہاں جنّت
میں ایک گھر بنا دے۔ اور مجھے فرعون اور
اُس کے عمل سے بچالے۔ اور مجھے ظالم
لوگوں سے نجات عطا فرما"[1] (۱۱)
اور (ایمان داروں کے لئے خدا) عمران
کی بیٹی مریمؑ کی مثال بھی پیش کرتا ہے'
جس نے اَپنی شرمگاہ کی حفاظت کی (یعنی
جس نے کِسی مَرد کو اَپنے قریب نہ آنے دیا)
تو ہم نے اُس کے اندر اَپنی طرف سے اَپنی

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

---

[1] محققین نے نتیجہ نکالا کہ ہر بلا پر مصیبت میں، اور اپنی دنیا اور آخرت کی نجات کے لئے دعائیں مانگتے رہنا صالحین کی سیرت ہے۔ فرعون کی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ ان کے ایمان کو خدا نے مومنین کے لئے مثالی ایمان قرار دیا ہے جب کہ وہ اپنا ایمان چھپاتی تھیں یعنی تقیہ کرتی تھیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بوقت ضرورت ایمان چھپائے رکھنا یا تقیہ کرنا مثالی ایمان ہوتا ہے۔

امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "جو تقیہ کرتا ہے یعنی اپنا ایمان ظالموں سے چھپاتا ہے تو اس کو دوہرا اجر ملتا ہے۔ ایک ایمان لانے کا اور دوسرے ایمان چھپانے کا"

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "جنتی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہؑ بنت خویلد۔ فاطمہؑ بنت محمدؐ۔ مریمؑ بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۲۴۶)

***

www.drhasanrizvi.org

رُوح کا ایک جُزء پھُونک دیا۔ اوراُس
نے اَپنے پالنے والے مالک (کے کلمات
یعنی اُس) کی باتوں' ہدایتوں' پیاموں اور
کِتابوں کی تصدیق کی (کیونکہ) وہ اللہ کی
پُوری پُوری اِطاعت کرنے والوں اور دُعا
مانگنے والوں ییں سے تھیں[1] ۱۲ ع

ع ۲ ۵ ۲۰

فَنَفَخۡنَا فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِنَا وَ صَدَّقَتۡ بِکَلِمٰتِ رَبِّہَا
وَ کُتُبِہٖ وَ کَانَتۡ مِنَ الۡقٰنِتِیۡنَ ۱۲ ع

---

[1] یہاں قانتین سے مراد دعا مانگنے والے ہیں (تفسیر صافی صفحہ ۵۰۶ بحوالہ تفسیر قمی)

خدا کا یہ فرمانا کہ " ہم نے ان کے گریبان میں اپنی روح پھونک دی " تو روح کو اپنی روح کہنے سے مقصد یہ ہے کہ اس کی عظمت کا اظہار ہو جائے۔ (روح)

اور خدا کا فرمانا کہ " مریمؑ نے اپنے مالک کے کلمات یعنی باتوں اور پیغاموں کی تصدیق کی " تو کلمات رب سے مراد خدا کی شریعت بھی ہے اور تمام حقائق دین بھی ہیں جن کی حضرت مریمؑ نے تصدیق فرمائی ہے (تفسیر کبیر)

ان ساری کی ساری مثالوں سے مشترک نتیجہ یہ نکلا کہ ہر شخص کے لئے نتیجہ خیز چیز اس کا اپنا ذاتی کردار ہے کسی دوسرے سے نسبت فیصلہ کن چیز نہیں (فصل الخطاب)

یہ زمین محشر کی ہے تو عرصہ محشر میں ہے
پیش کر غافل اگر کوئی عمل دفتر میں ہے
(اقبال)

***

قاری اقبال حسین حنیفہ
ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ آفیسر محکمہ اوقاف

میں نے اس Holy Quran کے پارہ نمبر ۲۸ قد سمع اللہ کو
حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ اس کے متن میں کوئی کوئی
کمی بیشی نہیں ہے اور زیر، زبر، پیش، جزم وغیرہ درست ہیں۔
دوران طباعت اگر کوئی زیر، زبر، پیش وغیرہ اور جزم رہ
ٹوٹ جائے تو اسکی ذمہ داری ہمارے اوپر نہیں ہے۔
حافظ [illegible]
[illegible]

www.drhasanrizvi.org

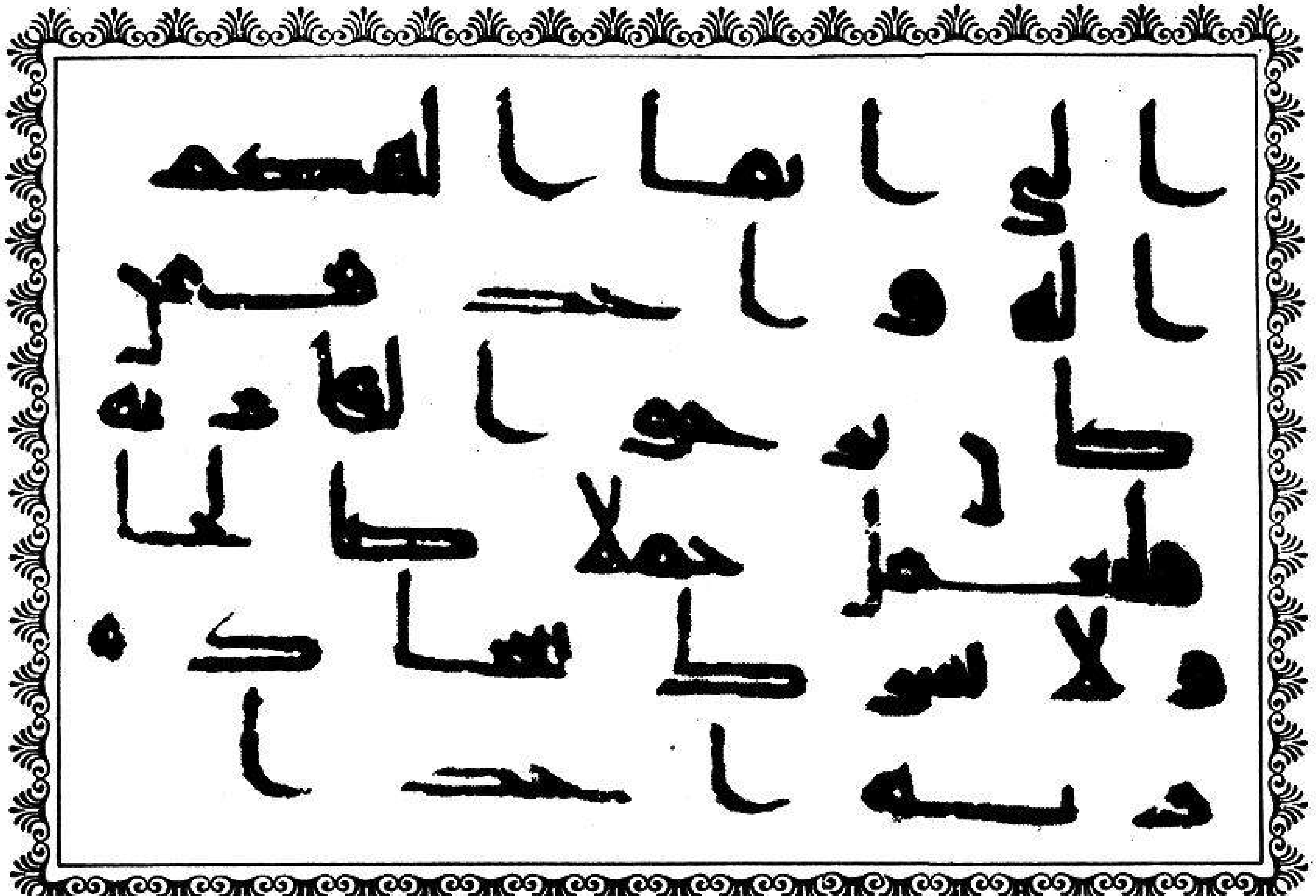

امام باقر علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید

نزولِ قرآن کا مقصد اور عبادت کی حقیقت

- ......"اور ہم نے قُرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان کر دیا ہے۔ تو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟"

(القرآن: سورہ قمر: ۵۴۔۱۷)

- ......"یہ (قرآن) بڑی برکت والی کتاب ہے جس کو ہم نے آپؐ پر اُتارا ہے تا کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور تا کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں"

(القرآن: سورہ ص: ۳۸۔۲۹)

- ......"تلاوت بغیر تدبّر، غور و فکر کے نہیں ہوتی"

(الحدیث)

- ......"عبادت یہ نہیں کہ تم کثرت سے کھڑے ہو کر نمازیں پڑھے جاؤ اور لمبے لمبے رکوع اور سجدے کیے جاؤ۔ بلکہ عبادت یہ ہے کہ اللہ کے کاموں اور آیتوں پر غور و فکر کیا جائے۔"

(الحدیث)

- ......"ایک گھنٹہ غور و فکر کرنا ستر (۷۰) سال عبادت کرنے سے بہتر ہے"

(الحدیث)

میزان فاؤنڈیشن

اِسلامک ریسرچ سینٹر

عائشہ منزل چوک، فیڈرل بی ایریا نمبر ۶ شاہراہِ پاکستان، کراچی

0345-2443358

0315-8200311, 0321-8475550, 0300-4496512

Email: mz.foundation@hotmail.com

کتبہ: سیّد جعفر صادق

Printed by System Graphics Karachi

ایڈیشن: 2012-13